بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

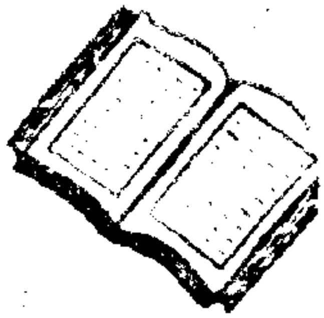

اوں ۶۹۲

الفرقان

"مذاہب عالم پر نظر"

مئی ۱۹۷۳ء

سالانہ اشتراک
پاکستان — آٹھ روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ
فی پرچہ پاکستان — اسی پیسے

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

محترم جناب سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ رحلت فرما گئے

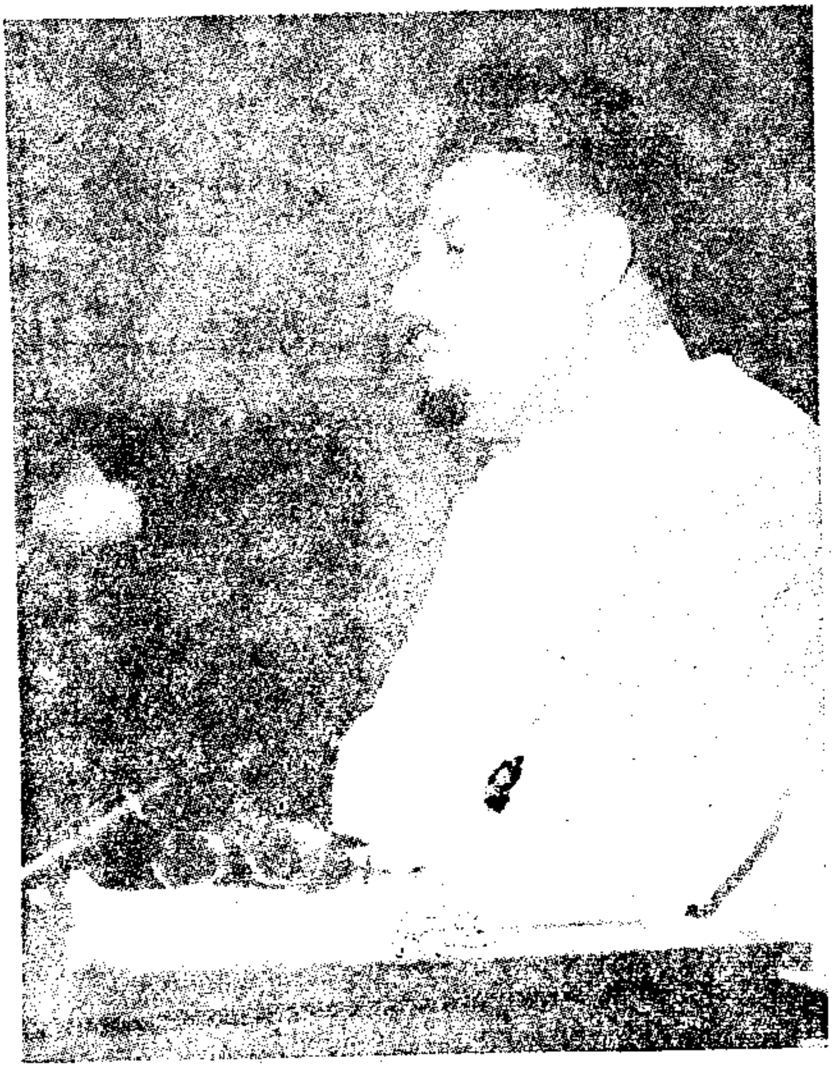

انما المرء حدیث بعده   فکن حدیثاً حسناً لمن وعی

محترم جناب میر سید داؤد احمد ناظر خدمت درویشان اور پرنسپل جامعہ احمدیہ مورخہ 25 اپریل کو رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حضرت میر صاحب سلسلہ احمدیہ کے نہایت مخلص فدائی خادم تھے ۔ ان کی وفات جماعتی صدمہ ہے ۔ ایسے بزرگ کارکن کا 49 سال کی عمر میں فوت ہو جانا بہت المناک ہے مگر ہم اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم میر صاحب کو بلند درجات عطا فرمائے اور آپ کے جملہ پسماندگان کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے ۔ آمین یا رب العالمین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۲۳ / شمارہ ۵	ماہنامہ الفرقان ربوہ / مئی ۱۹۷۳ء	ربیع الثانی ۱۳۹۳ ہجری قمری / ہجرت ۱۳۵۲ ہجری شمسی

ترتیب

اداریہ

- صدرِ پاکستان کا حلف نامہ (زمانۂ مصطفوی غیر منقطع ہے) — ابوالعطاء — ص۲
- حضرت امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہٖ کے ایمان افروز ارشادات (خطبہ جمعہ کے چند اہم اقتباس) — ماخوذ از الفضل — ص۳
- مخالفتِ احمدیت کا ہمہ گیر طوفان اور جماعت کی ترقی و استحکام (دو اہم عبارتیں) — ص۵-۶
- رقصِ شہیداں (نظم)
- ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبۂ زار و نزار (نظم) } جناب نسیم سیفی نے چٹان کا تازہ شمارہ دیکھ کر کہیں — ص۷-۸
- حاصلِ مطالعہ (دلچسپ حوالہ جات) — جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد — ص۹
- حضرت عثمان بن فودیو آف نائیجیریا کا مزار مبارک — جناب مولوی محمد اجمل صاحب شاہد انچارج مبلغ نائیجیریا — ص۱۵
- خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم (نظم) — جناب چودھری علی محمد صاحب سرور بی اے بی ٹی — ص۱۷
- مسلمانیم از فضلِ خدا (نظم) — جناب چودھری شبیر احمد صاحب بی اے — ص۱۸
- غیرتِ دینی کا ایک اثر انگیز واقعہ (نظم) — جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے — ص۱۹
- حقیقی مسلمان کون ہے؟ (نظم) — جناب مولانا محمد صدیق صاحب فہمی — ص۲۱
- فضائل الاسلام (عربی نظم) — جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب صدیقی — ص۲۲
- سیدنا امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (عربی نظم) — جناب صوفی محمد اسحاق صاحب — ص۲۳
- مصلح موعودؓ (نظم) — جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر — ص۲۴
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارسی الاصل ہیں (نسلِ فارس پر جدید تحقیق) — جناب شیخ عبدالقادر صاحب محقق لاہور — ص۲۵
- قبولِ احمدیت کی دلچسپ سرگزشت — جناب حکیم غلام رسول صاحب معلم وقفِ جدید — ص۲۹
- حضرت میر سید داؤد احمد صاحب مرحوم و مغفور کی یاد میں (نظم) — جناب چودھری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی — ص۳۵
- داڑھی کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کا لطیف ارشاد (ماخوذ) — ص۳۶
- "حضرت عیسیٰؑ ۲۹ ستمبر کو پیدا ہوئے تھے" (اہم انکشاف) — ص۳۷
- کتاب "اسلام میں ارتداد کی سزا" پر تبصرے — (ماخوذ از نوائے وقت لاہور اور ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد) — ص۳۹
- مدیر المنبر لائلپور ربوہ میں — ایڈیٹر — ص۴۰
- مسلمان بننے کا طریق (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا ارشاد) — جناب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب فاضل — ص۴۲
- آزاد کشمیر اسمبلی کی غیر دانشمندانہ تجویز (چند آراء و اقتباسات) — ص۴۳

<u>اداریہ</u>

صدرِ پاکستان کا حلف نامہ

خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ — لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ

زمانہ مصطفوی کے بعد کوئی زمانہ نہیں
مقامِ محمدی سے اوپر کوئی مقام نہیں

زعشاقِ فرقان و پیغمبریم ❊ بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

——(درثمین فارسی)

پاکستان کا مستقل آئین

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کا مستقل آئین تیار ہو کر بالاتفاق پاس ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ ہر اچھی بات کو بھی غلط رنگ میں استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ صحیح اور واضح بیان کی بھی غلط تعبیریں شروع کر دیتے ہیں۔

آئینِ پاکستان کے بارے میں یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ وہ قرآن پاک اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی بات قرآن و سنّت کے خلاف نہیں ہے۔ اگر کہیں ایسا ثابت ہو تو اس میں ترمیم لازمی ہوگی۔

حلف نامہ صدر کے الفاظ قرآن و سنّت کی روشنی میں

اِس آئین کے شیڈول ۳ میں بعض معاندِ احمدیت علماء نے صدرِ مملکت کے لئے حلف کے الفاظ میں باصرار یہ اضافہ کرانا بھی ضروری سمجھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اس حیثیت میں ایمان رکھتا ہوں :-

"As the last of the Prophets and that there can be no Prophet after him" (آئین ص۱۱۳)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا"۔

ظاہر ہے کہ جب آئین کی ہر جزئی قرآن و سنّت کے مطابق ہے تو حلف کے یہ الفاظ انگریزی میں ہوں یا اردو میں۔ ان کا ماخذ اور ان کے اصل الفاظ قرآن و سنّت سے ماخوذ ہونے ضروری ہیں۔ اگر علماء سے یہ مطالبہ کیا جائے تو لازماً

(باقی ص۳۶ پر)

خطبہ جمعہ کے چند اہم اقتباسات

حضرت امامِ ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کے ایمان افروز ارشادات

[احمدیوں کے خلاف آزاد کشمیر اسمبلی کے چند ممبران نے ایک قرار داد بصورت سفارش پیش کی ہے جسے پاکستان کے چند طالع آزما اُچھال رہے ہیں۔ اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک جامع خطبہ دیا جو روزنامہ الفضل ۱۳ رمئی ۱۹۷۳ء میں مفصل طبع ہوا ہے۔ قارئین الفرقان کے لئے چند اہم اقتباس درج ہیں ——— (ایڈیٹر)]

حضور نے فرمایا:۔

۱ - " اگر نو یا بارہ آدمیوں نے اس قسم کی قرارداد پاس کر دی تو خدا کی قائم کردہ جماعت پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں جو خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں وہ یہ نہیں کہ جماعت احمدیہ غیر مسلم بن جائے گی۔ جس جماعت کو اللہ تعالیٰ مسلمان کہے اُسے کوئی نا سمجھ انسان غیر مسلم قرار دے تو کیا فرق پڑتا ہے۔"

۲ - " میرا اور آپ سب کا بھی یہی ایمان ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی اور خاتم الانبیاء ہیں۔ ہم یہی مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

۳ - " جب تم یہ کہتے ہو کہ ۱۹۵۳ء کے حالات پیدا ہو جائیں گے تو ہمارا دل خوشی سے اُچھل پڑتا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے معمولی حالات سے بڑھ کر ظاہر ہونگے پس ۱۹۵۳ء کا نام لیکر اگر تم حکومتِ وقت کو بزدل سمجھتے ہوئے ان کو ڈرانے کی کوشش کرتے ہو تو کرتے رہو۔ ہم تو ان کو بزدل نہیں سمجھتے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ تم سے ہرگز نہیں ڈریں گے۔ لیکن بہرحال یہ حکومت کا کام ہے ان کے متعلق کچھ کہنا تو میرا کام نہیں۔ لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے تم گیدڑ اپنی کھوہ سے باہر نکل آئے ہو اور سمجھتے ہو کہ تمہارے چیخنے چلانے سے جماعت احمدیہ کے افراد ڈر جائیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں ڈریں گے۔"

۴ - " ۱۹۵۳ء کے فسادات کی حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کو اُس وقت اتنی ذلت اٹھانی پڑی تھی کہ اگر وہ ذرہ بھی سُوجھ بُوجھ سے کام لیتے تو ۱۹۵۳ء کا کبھی نام نہ لیتے مگر جماعت احمدیہ

نے اس فساد فی الملک میں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے عظیم الشان نشان دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جماعت کو بڑی ترقی عطا فرمائی اسلئے ہمارے حق میں ۱۹۵۳ء بڑا مبارک زمانہ ہے جس میں جماعت نے بڑی تیزی سے ترقی کی اور رفعتوں میں کہیں سے کہیں جا پہنچی۔ تربیت کے لحاظ سے بھی اور وسعتِ تبلیغ کے لحاظ سے بھی اور تعداد کے لحاظ سے بھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو بہت ترقی نصیب ہوئی۔"

۵ - "میں آج ان لوگوں کو جو ۱۹۵۳ء کی باتیں شروع کر دیتے ہیں ان لاکھوں احمدیوں کے متعلق ایک حقیقت بتا دینا چاہتا ہوں تاکہ ہم پر یہ الزام نہ رہے کہ ہمیں حقیقتِ حیاتِ احمدی سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ میں ایسے لوگوں کو حضرت خالدؓ بن ولید کے الفاظ میں بتانا چاہتا ہوں "کہیں تم دھوکے میں نہ رہو۔ میں تمہیں یہ حقیقت بتا دیتا ہوں کہ جس قدر پیار تمہیں اس ورلی زندگی کے ساتھ اور اس دنیا کے عیش و عشرت کے ساتھ ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر پیار احمدی مسلمان کو موت کے ساتھ ہے۔"

۶ - "یہ حقیقت ہر احمدی پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس ورلی زندگی میں انسان کی زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔ موت زندگی کا خاتمہ نہیں، ابدی زندگی کا ایک اہم موڑ ہے اور بس۔"

۷ - "جس وقت صحابہؓ کے قول کے مطابق حاکم وقت نہ رہے، دنیا میں قانون نہ رہے، انارکی پیدا ہو جائے افراتفری پھیل جائے۔ خدا نہ کرے کہ یہ وقت ہمارے ملک کو دیکھنا نصیب ہو لیکن اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ کہنے والے نے سچ کہا تھا۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں ÷ ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

تم لومڑی کا لبادہ اوڑھ کر اور گیدڑ کا لباس پہن کر باہر نکلتے ہو اور چیختے اور چنگھاڑتے ہو اور سمجھتے ہو کہ ہم ڈر سے مرعوب ہو جائیں گے ہمیں تو خدا تعالیٰ نے شیر کے رعب سے زیادہ رعب عطا فرمایا ہے۔"

سیاہ ترین جھوٹ

لائل پور میں "جمعیت علمائے پاکستان" کے مولانا عبدالستار نیازی نے

"احمدیوں کو عالمِ اسلام کا دشمن قرار دیا اور انہیں بھارت اور اسرائیل کے ایجنٹ قرار دیا اور کہا کہ انہیں تل ابیب سے مالی امداد ملتی ہے" (نوائے وقت لاہور ۱۱ مئی ۱۹۷۴ء)

الفرقان۔ ہم ایسے ناپاک جھوٹ پر سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے اور کیا کہہ سکتے ہیں؟

تصویر کے دو رُخ

(۱)

مخالفتِ احمدیّت کا ہمہ گیر طوفان اور جماعت کی ترقی و استحکام

"عظیم شخصیّات" اور "بے شمار مذہبی تنظیموں" کا شدید ردِّ عمل!

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے مدیر تازہ ترین شمارہ میں لکھتے ہیں :-

"فتاویٰ کا میدان ہو یا علمی و تحقیقی مناظرے و مذاکرے کا پہلو، ادب و صحافت کا زاویۂ فکر ہو یا سیاسی محاذ آرائی، عدالتوں کے فیصلے ہوں یا قانون ساز اسمبلیوں کی کارروائیاں ہر میدان میں اور ہر معرکے میں ملّتِ اسلامیہ نے فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کی ہے اور اس کے خلاف شدید ردِّ عمل کا اظہار کیا گیا ہے ۔۔۔ اس سلسلہ میں جن عظیم شخصیّات نے معرکہ آرا خدمات انجام دی ہیں ان کی فہرست اگرچہ بہت طویل ہے مگر ان میں سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا سیّد انور شاہ کاشمیری، سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف، علامہ محمد اقبال، مولانا ظفر علی خاں، مولانا محمد الیاس برنی، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش، مولانا سیّد داؤد غزنوی، مولانا ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری، مولانا محمد علی جالندھری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، علامہ طالوت، علماء لدھیانہ، علماء امرتسر اور عصرِ حاضر میں مولانا محمد حیات، مولانا لال حسین اختر، مولانا عتیق الرحمٰن ثاقب کے اسمائے گرامی سرِ فہرست ہیں۔

دینی جماعتوں میں سے مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظِ ختم نبوت، جمعیت اہلحدیث، جمعیۃ علمائے اسلام، جمعیۃ علمائے پاکستان، تنظیم اہلِ سنّت، مجلس اشاعتِ توحید و سنّت کے دوش بدوش دیگر بے شمار مذہبی تنظیموں نے۔ اور اخبارات و رسائل میں سے روزنامہ زمیندار، روزنامہ آزاد، روزنامہ نوائے پاکستان لاہور، ہفت روزہ خدام الدین، چٹان، دعوت، ترجمانِ اسلام لاہور، المنبر، لولاک لائلپور اور دیگر دینی، ادبی اور سیاسی جرائد نے جو عظیم خدمات انجام دی ہیں تاریخ ملّت کے صفحات ان زرّیں کارناموں سے جگمگا رہے ہیں۔" (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۱ مئی ۱۹۷۳ء صفحہ ۲)

(۲)

"پہاڑوں جیسی شخصیتیں" احمدیت کے مقابلہ میں سراسر ناکام ہو گئیں

احمدی جماعت "مستحکم" اور "وسیع" ہوتی گئی

آج سے اٹھارہ برس پیشتر مولوی عبدالرحیم اشرف مدیر المنبر لائل پور نے لکھا :-

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفرلہم کے بارے میں ہمارا حسنِ ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہونگے اور قادیانی اخبارات و رسائل چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اسکے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں انکی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ کے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۷-۱۹۵۶ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہو۔" (المنیر لائل پور ۲۳ر فروری ۱۹۵۶ء)

الفرقان۔ یہ اعتراف اٹھارہ برس قبل کا ہے اس کے بعد بھی جماعت احمدیہ کا قدم روز بروز آگے کی طرف ہی بڑھ رہا ہے۔ آج پچیس لاکھ کی بجائے جماعت کا بجٹ ایک کروڑ روپے سے بھی زائد ہے اور تعداد میں بھی خاصہ اضافہ ہو چکا ہے۔ ہمارے معاندین آیت کریمہ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (الانبیاء ع) پر کیوں غور نہیں کرتے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے ؎

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں ÷ ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

رقصِ شہیداں

(محترم جناب نسیم سیفی کے قلم سے)

بحمد اللہ! کہ پھر دیوانگی کا امتحاں ہو گا
بحمد اللہ! زمیں کا چپّہ چپّہ آسماں ہو گا

بحمد اللہ! ہم ہونے لگے ہیں پھر تماشائی
بحمد اللہ! کہ پھر رقصِ شہیداں کا سماں ہو گا

در و دیوارِ زنداں کی اداسی کو مبارک ہو
بحمد اللہ! کوئی اہلِ سلاسل میہماں ہو گا

رہے ہیں مدّتوں جو منتظر اک دستِ شفقت کے
بحمد اللہ! انہیں ہر وار اک آرامِ جاں ہو گا

پہنچ جائیں گے جلوہ گاہِ حُسنِ یار کے در تک
بحمد اللہ! سفر بھی کارواں در کارواں ہو گا

کھٹکتا ہے سکوں مومن کے دل میں خار بن کر
بحمد اللہ! نظامِ نَو کہیں نعرہ زناں ہو گا

صلیبیں گاڑ دی جائیں گی ہر اک موڑ پر اب تو
بحمد اللہ! گلی کوچوں میں اب امن و اماں ہو گا

کسی کو عیش و عشرت کی کسوٹی پر وہ پرکھیں گے
بحمد اللہ! مرا مرنا ہی میرا امتحاں ہو گا

لگے ہیں راز کھُلنے پھر حرم کی پاسبانی کے
بحمد اللہ! نسیمِ بے نوا بھی رازداں ہو گا

چٹان کا تازہ شمارہ دیکھ کر

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبۂ زار و نزار

(محترم جناب نسیم سیفی۔ ربوہ)

اے فقیہہِ شہر! اپنی ابلہی سے ہوشیار
دار پر کھینچے نہ تجھ کو تیرا ذوقِ گیر و دار

مردِ مومن کی فراست سے ہُوا ہے پنجہ کش
ظلم و استبداد کی قوت پہ اتنا انحصار؟

رقصِ بسمل کی ادا مرغوب ہے تو ہو مگر
خونِ بسمل میں نہ بہ جائیں ترے عز و وقار

ہو مبارک تجھ کو تیرا جذبۂ کافر گری
مَیں بناؤں گا ہر اک کافر کو دیں کا جاں نثار

تُو نہیں آگاہِ رسمِ عاشقانِ مصطفےٰؐ
تیری منزل ہے ہوس تُو ہے تکبر کا شکار

کون بدلے گا زمانے کا یہ آئینِ کُہن
ہر کفن بر دوش کا ہے لمحہ لمحہ پائیدار

لرزہ براندام ہے تیرے تسلط کا بھرم
بیکسی میری، حقیقت کی بنی ہے رازدار

جس کے قلب و چشم میں بس جائے حُسنِ بیکراں
آبجو بھی ہو تو ہو جاتی ہے ناپیدا کنار

چُھوٹ سکتا ہی نہیں ہاتھوں سے دامانِ رسولؐ
ٹوٹ جائے جسم و جاں کا رشتۂ ناپائیدار

مجھ کو کیا مرعوب کر سکتی ہیں گیدڑ بھبکیاں
میری فطرت خاک و خوں میری نظر برق و شرار

اَور جو کچھ بھی تجھے مرغوب ہو تُو کر، مگر
"ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبۂ زار و نزار"

پاکستان کے دانشوروں، مدبروں اور مفکروں کے لئے لمحۂ فکریہ

حاصلِ مطالعہ

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

۱۔ ناجی فرقہ اقلیت میں ہوگا (مودودی)

جناب مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ (ناجی) گروہ نہ کثرت میں ہوگا نہ اپنی کثرت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل ٹھہرائے گا بلکہ اس امت کے تہتر فرقوں میں سے ایک ہوگا۔ اور اس معمورۂ دنیا میں اس کی حیثیت اجنبی اور بیگانہ لوگوں کی ہوگی جیسا کہ فرمایا بدأ الاسلام غریباً وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء هُمُ الّذین یصلحون ما افسد الناس بعدی من سُنّتی ...... پس جو جماعت محض اپنی کثرتِ تعداد کی بنا پر اپنے آپ کو وہ جماعت قرار دے رہی ہے جس پر اللہ کا ہاتھ ہے ...... اس کے لئے تو اس حدیث میں امید کی کوئی کرن نہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں اس جماعت کی دو علامتیں نمایاں طور پر بیان کردی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے طریق پر ہوگی۔ دوسری یہ کہ نہایت اقلیت میں ہوگی۔"

(ترجمان القرآن ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۸۰)

مودودی صاحب کی اس تشریح کے مطابق عدالتِ نبوی کا واضح فیصلہ یہ ہے کہ موجودہ ۷۳ فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ صحیح اور خالص مسلمان ہے۔ مگر آزاد کشمیر اسمبلی نے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمانِ مبارک کے خلاف ایک قرارداد میں سفارش کی ہے کہ ۷۲ فرقے تو سچے اور پکے مسلمان ہیں مگر صرف "قادیانیوں" کا فرقہ غیر مسلم ہے۔ فانّا للہ وانّا الیہ راجعون!!

۲۔ طریقہ احمدیہ حضرت ملا علی القاریؒ امام حنفی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں۔

حنفی مسلک کے مشہور امام حضرت ملا علی قاری

مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرقہ ناجیہ کی شناخت کے تعلق میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"ثلاث وسبعون فرقة كلهم في النار
الفرقة الناجية هم اهل السنة البيضاء المحمدية
والطريقة النقية الاحمدية"۔

(جلد ۱ صفحہ ۱۶۸)

یہ سب بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ناجی فرقہ اہلسنت محمدیہ اور طریقہ احمدیہ ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مبدء و معاد میں الہام الٰہی سے خبر پاکر یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج کر کے حقیقت کعبہ کے ساتھ متحد ہو جائے گی۔ اور اس زمانہ میں حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو گا (ص ۶۸ مکتوب ۲۴۸)

ہم پہ کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے وہ وعدے کئے جو حضور نے

۳- آزاد کشمیر حکومت کی تاریخ کا قدیم ترین ورق

سردار گل احمد خان کوثر سابق پبلسٹی آفیسر جمہوریہ حکومت کشمیر نے بیس سال قبل آزاد کشمیر حکومت کی ابتدائی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ :-

"یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء کو جونا گڑھ میں عارضی متوازی حکومت کا اعلان کیا گیا اور نواب جونا گڑھ کو معزول کیا گیا۔ **جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے دیکھا کہ یہی وقت کشمیریوں کی** آزادی کا ہے تو آپ نے کشمیری لیڈروں اور دیگر دوں کو بلایا میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا کہ مفتی اعظم ضیاء الدین صاحب ضیاء کو عارضی جمہوریہ کشمیر کا صدر بنایا جائے مگر انہوں نے انکار کیا اس کے بعد ایک اور نوجوان قادری صاحب کو کہا گیا اس نے بھی انکار کیا۔ آخر میں قرعہ خواجہ غلام نبی صاحب گلکار انور کے نام پڑا۔ دو اکتوبر ۱۹۴۷ء کو گجرات میں ایک اور میٹنگ ہوئی جس میں غضنفر علی خان وغیرہ سے مشورہ ہوا۔ بمشورہ ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی پلیڈر مسودہ تیار کیا گیا۔ اس کی نقل بذریعہ ماسٹر میر عالم صاحب کوٹلی اور چوہدری رحیم داد صاحب سب جج ممبر آزاد کشمیر جناب مرزا صاحب کی خدمت میں بھیج دیا گیا سیلاب کی وجہ سے راولپنڈی اور لاہور کی ریل بند تھی۔ مرزا صاحب نے خواجہ

غلام نبی صاحب گلکار انور کو اپنے ذاتی ہوائی جہاز میں لاہور سے گوجرانوالہ بھیج دیا ۔ ۳؍ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بمقام پیرس ہوٹل متصل ریلوے پل راولپنڈی کارکنوں کی کئی میٹنگیں ہوئیں آخر مسودہ پاس ہو کر خواجہ غلام نبی صاحب گلکار کے ہاتھ سے لکھ کر انور بانی صدر "عارضی جمہوریہ حکومتِ کشمیر" کے نام سے ہری سنگھ کی معزولی کا اعلان ہوا .... یہ پریس ٹیلیگرام ہندوستان اور پاکستان کے اخبارات کے علاوہ اے پی آئی کو دیا گیا ...... اعلان کے بعد ہ تاریخ کو راقم الحروف' خواجہ غلام نبی گلکار انور اور بشارت صاحب نے باجازت باقی ممبرانِ کیبنٹ سردار محمد ابراہیم خان صاحب پرائم منسٹر عارضی جمہوریہ حکومتِ کشمیر کا بیان تیار کر کے شائع کر دیا جو اخبارات میں چھپ گیا۔ خواجہ غلام نبی گلکار انور صاحب بانی صدر عارضی جمہوریہ حکومت کشمیر کے بیان میں واضح کر دیا گیا کہ ۴؍ اکتوبر ۱۹۴۷ء ایک بجے رات کے بعد ہری سنگھ کی معزولی کے ساتھ عارضی جمہوریہ حکومتِ کشمیر کا قیام بمقام مظفر آباد عمل میں آیا۔"

(روزنامہ "ہمارا کشمیر" ۴؍ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ آزاد کشمیر حکومت کا وجود حضرت مصلح موعودؓ اور احمدیوں کا رہینِ منت ہے۔ آزاد کشمیر اسمبلی نے احمدیوں کو "غیر مسلم" اقلیت قرار دینے کی سفارش کر کے احسان شناسی کا کیا خوب حق ادا کیا ہے !!

۴۔ اقوامِ عالم کی تاریخ میں مطالبہ اقلیت کی واحد مثال

انگلستان میں پاکستان کے موجودہ سفیر میاں ممتاز محمد دولتانہ کی ۲۸؍ جولائی ۱۹۷۵ء کی ایک تقریر کا اقتباس :-

"سوچیے اقلیت سے مراد کیا ہوتی ہے ؟ یہی نا کہ ایک ملک میں کچھ لوگ ایسے بستے ہیں جو اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ عام قانون کے تحت ان کے حقوق محفوظ نہیں رہ سکتے تو وہ اپنے لئے اکثریت سے علیحدہ تحفظ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اقوامِ عالم کی تاریخ میں آج تک کوئی اس کی دوسری مثال نہیں ہے کہ اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ اکثریت والے گروہ کی طرف سے تحفظِ حقوق سے علاوہ کسی اور شکل میں پیش کیا گیا ہو..... ہمارے خلاف پہلے ہی یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ہم اقلیت کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر سکتے۔ نئی اقلیتیں بنانے سے اس

غلط پروپیگنڈے کو مزید تقویت پہنچے گی اور پھر دنیا والے کیا کہیں گے کہ یہ عجیب لوگ ہیں پاکستان بننے سے پہلے کہتے تھے کہ ہمیں اکثریت سے بچاؤ اور اب کہہ رہے ہیں کہ ایک معمولی سی اقلیت سے بچاؤ۔ پہلے اکثریت کا خوف سوار تھا اور اب اقلیت کا ڈر دامنگیر ہے۔"

"اس مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر ہم نے اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کر بھی دیا تو اس فیصلے کو نافذ کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ احمدی کی آپ کیا تعریف مقرر کریں گے۔ کسی ملک کا طور طریق اور آئین اٹھا کر دیکھ لو اس ضمن میں ایک ہی تعریف ملے گی اور وہ یہ کہ جو شخص اپنے آپ کو جس مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے وہ اسی مذہب کا پیرو شمار ہوگا جو اپنے آپکو عیسائی کہتا ہے وہ عیسائی شمار ہوگا اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہی کہلائیگا۔ اگر احمدی بھی جیسا کہ انہوں نے اعلان کیا ہے اپنے آپکو صرف مسلمان ظاہر کرنا شروع کردیں تو آپ کیا کریں گے۔ اس کا ایک حل یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ علماء کا ایک بورڈ بنا دیا جائے اور ہر شخص کے لئے ضروری قرار دیا جائے کہ وہ ووٹنگ رجسٹر میں درج ہونے سے پہلے امتحان میں سے گزرے۔ اگر علماء اسے مسلمان قرار دیں تو وہ مسلمان شمار ہو ورنہ نہیں۔ بظاہر تو یہ تجویز درست معلوم ہوتی ہے لیکن اگر کل کلاں کو ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ بعض اعتراض کے ماتحت مسلمانوں کو ہی غیر مسلم قرار دیا جانے لگا تو پھر اس کا کیا علاج ہوگا۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ ایک وقت میں ایک دو نہیں اکٹھی چالیس فیصدی آبادی کو غیر مسلم قرار دیدیا جائے تو ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا" (بحوالہ الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء)

۵۔ خوفناک منصوبے۔ خطرناک عزائم

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی نے اپنی کتاب "اقبال اور ملا" میں ایک لرزہ خیز سازش کا انکشاف کرتے ہوئے لکھا:۔

"پاکستان کی ایک یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے مجھ سے حال ہی میں بیان کیا کہ ایک ملائے اعظم اور عالم مقتدر

ہے جو کچھ عرصہ ہوا بہت تذبذب اور سوچ بچار کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آ گئے ہیں۔ میں نے ایک اسلامی فرقہ کے متعلق دریافت کیا انہوں نے فتویٰ دیا کہ ان میں جو غالی ہیں وہ واجب القتل ہیں اور جو غالی نہیں وہ واجب التعزیر ہیں۔ ایک اور فرقے کی نسبت پوچھا جس میں کروڑ ہا تاجر بہت ہیں فرمایا کہ وہ سب واجب القتل ہیں۔ یہی عالم ان تیس ۳۰ بتیس ۳۲ علماء میں پیش پیش اور کرتا دھرتا تھے جنہوں نے اپنے اسلامی مجوزہ دستور میں یہ لازمی قرار دیا کہ ہر اسلامی فرقے کو تسلیم کر لیا جائے۔ سوا ایک کے جس کو اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے تو وہ بھی واجب القتل مگر اس وقت علی الاعلان کہنے کی بات نہیں۔ موقع آئیگا تو دیکھا جائے گا۔ انہی میں سے ایک دوسرے سربراہِ عالم دین نے فرمایا کہ ابھی تو ہم نے جہاد فی سبیل اللہ ایک فرقے کے خلاف شروع کیا ہے اس میں کامیابی کے بعد انشاء اللہ دوسروں کی خبر لی جائے گی۔" ("اقبال اور مُلّا" صفحہ ۱۸-۱۹ ناشر بزم اقبال لاہور)

۵ انگور کی شراب کا پینا حرام ہے
انسان کا لہو پینے کا اذنِ عام ہے

مولانا عبدالماجد دریابادی نے سچ فرمایا تھا:-

"یہ فرقہ بندی کی بنا پر ملتِ اسلامیہ کے دائرہ سے اخراج کی تحریک ایک فتنۂ عظیم ہے۔ اگر پاکستانیوں نے اس کی ہمت افزائی کی تو قادیانیوں کے بعد اس کا قدم آغا خانیوں، شیعوں، رضا خانیوں اور دیوبندیوں تک پہنچے گا۔"
(اخبار صدق جدید ۱۱ر جولائی ۱۹۵۲ء)

۶۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

جولائی ۱۹۰۳ء میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے یہ آسمانی خبر دی کہ:-

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ

میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک
آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند
یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار
ہو جائیں گے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

یہ عظیم الشان خبر مسیح محمدی کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان ہے جو سلسلہ احمدیہ کے قدیم مخالفین اور اُن کی اولاد کے زمانہ میں بھی ظاہر ہوا۔ اور اب ۱۱ اپریل ۱۹۷۳ء کے تاریخی دن میں اُن کی اولاد در اولاد کے وقت میں بھی ظہور پذیر ہوا ہے جبکہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے دانشمند ممبروں نے ملکی آئین پر بیک جنبش قلم دستخط کئے اور اقرار کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ جو حیات مسیح کے عقیدہ سے یک دفعہ بیزاری کا اعلان ہے ؎

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

جماعت احمدیہ کے قیام سے تین برس پیشتر کی ایک عظیم پیشگوئی

خدا کے سچے ماموروں کی جماعتیں ابتداءً اقلیت میں ہوتی ہیں مگر خدا کے زیر سایہ پھلتی پھولتی اور بالآخر اکثریت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اسی خدائی اصول کے مطابق خدائے عزّوجل نے فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو بشارت دی کہ:-

"اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے دوسرے گروہ پر غالب رہیں گے۔" (اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء)

یاد رہے اقلیت کے اکثریت بن جانے اور اکثریت کے اقلیت میں بدل جانے کی یہ بھاری بشارت جماعت احمدیہ کے قیام سے بھی تین سال قبل کی ہے ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ضروری اعلان

ماہنامہ الفرقان کے گزشتہ دس سال کے فائل مجلّد صورت میں ممکن الحصول ہیں۔ فی جلد دس روپے قیمت ہے محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ یہ نادر مجموعہ ختم ہونے کو ہے جلد طلب فرمالیں۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

حضرت عثمان بن فودیو رحمؒ کا مزار مبارک

(از جناب مولوی محمدؐ اجمل صاحب شاہد انچارج مبلغ نائیجیریا)

براعظم افریقہ میں سرزمین نائیجیریا کو یہ بجا فخر حاصل ہے کہ اٹھارھویں صدی میں ایک مجدد نے یہاں جنم لیا اور نائیجیریا کے شمالی علاقہ میں، جو زیادہ تر پہلے ہی مسلمان آبادی پر مشتمل ہے، تجدید دین کا عظیم فریضہ سرانجام دیا اور یہاں کے مسلمانوں میں مروجہ غیر اسلامی رسومات و بدعات کے خلاف آواز بلند کی اور صحیح اسلامی تعلیمات کو از سر نو زندہ و تابندہ فرمایا۔ انہوں نے متعدد کتب تالیف فرمائیں جن میں سے بعض منظر عام پر آچکی ہیں اور بعض صرف مسودات کی صورت میں موجود ہیں۔ یہ بزرگ حضرت عثمان بن فودیو تھے۔ جو ۱۷۴۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱۷ء میں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار نائیجیریا کی نارتھ ویسٹرن سٹیٹ کے دارالخلافہ سکوتو (Sokoto) میں مرجع خاص و عام ہے۔

کچھ عرصہ قبل خاکسار کو اس صوبہ کی حکومت کے کمشنر تعلیم الحاج ابراہیم صاحب گساؤ کی طرف سے سٹیٹ میں سکولز کے پروپرائٹرز کی بلائی ہوئی ایک میٹنگ کے سلسلہ میں سکوتو جانا پڑا۔ خاکسار لیگوس سے کانو گیا اور پھر وہاں سے مکرم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب انچارج احمدیہ کلینک کانو اور مکرم مولوی منیر احمد صاحب عارف مبلغ سلسلہ کی معیت میں سکوتو کا سفر اختیار کیا۔ کانو سے سکوتو ساڑھے تین صد میل کے فاصلہ پر ہے۔ راستہ میں گساؤ کے مقام پر ہمارا احمدیہ سیکنڈری سکول ہے۔ ایک رات وہاں قیام کیا اور اگلے روز صبح سکوتو کے لئے روانہ ہوئے وہاں سے مکرم میاں وسیم احمد صاحب پرنسپل بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے اور سکوتو میں ہمارا قیام مکرم چوہدری حمید احمد صاحب کے مکان پر ہوا۔

پروپرائٹرز کی میٹنگ مکرم کمشنر صاحب نے ریاست میں تمام سکولوں کو نئے سال سے سرکاری تحویل میں لینے اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کے متعلق تھی۔ اس ریاست میں (جو زیادہ تر مسلم آبادی پر مشتمل ہے) تمام تعلیمی ادارے عیسائیوں کی طرف سے کھولے گئے تھے۔ ۱۹۷۰ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغربی افریقہ کا تاریخی دورہ فرمایا اور جس کے بعد نصرت جہاں کی بابرکت سکیم کا اجراء فرمایا اس موقعہ پر حضور نے نائیجیریا میں اس ریاست کے گورنر کا ریڈیو پر اعلان سنا جس میں اس نے تعلیمی میدان میں ہنگامی حالات کا ذکر کیا تھا۔ حضور اس سے بہت متاثر

ہوئے اور فوری طور پر ایک خصوصی پیغام کے ذریعہ جماعت کی خدمات کو پیش فرمایا۔ چنانچہ جب نصرت جہاں سکیم کا باقاعدہ اجراء ہوا تو اس سٹیٹ میں جماعت نے دو سیکنڈری سکول کھولے اور اس لحاظ سے یہ پہلا موقعہ تھا کہ کسی مسلم تنظیم نے اس ریاست میں سکول جاری کئے۔ اس بناء پر جماعت کی اس خدمت کو خوب سراہا گیا۔ چنانچہ اس موقعہ پر جب پروپرائٹرز کی میٹنگ ہوئی تو تمام عیسائی پروپرائٹرز موجود تھے اور ایک صرف خاکسار مسلمان پروپرائٹر تھا۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں خاکسار نے گورنمنٹ کے تمام سکولوں کو اپنی تحویل میں لینے کے فیصلہ کا خیر مقدم کیا اور جماعت کے اساتذہ کی خدمت کو بدستور سٹیٹ میں کام کرنے کے سلسلہ میں پیش کیا۔ خاکسار کا موقف دیگر عیسائیوں کے بالمقابل نرالا تھا جس کا بفضلہ تعالیٰ بہت اچھا اثر ہوا۔

کمشنر تعلیم سے میٹنگ کے بعد خاکسار کا ارادہ تھا کہ یہاں حضرت عثمان بن فودیو کے مزار کی زیارت کی جائے اور دعا کی جائے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے یہاں اس بزرگ کی مجاہدانہ کارروائیوں کو لوگوں میں مقبول فرمایا اسی طرح انکو توفیق عطا فرمائے کہ اس زمانہ کے امام اور مصلح کو بھی قبول کر کے خدائی انعامات کے وارث ہوں۔ چنانچہ ہم اپنے میزبان مکرم چوہدری حمید احمد صاحب کی راہنمائی میں اس مزار پر حاضر ہوئے اور اس طرح اس بزرگ کے مزار پر دعا کرنے کا موقعہ ملا جنہوں نے اس علاقہ میں اشاعت اسلام اور تجدید دین کے لئے عظیم الشان خدمات سرانجام دیں اور جن کے متعلق اس زمانہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ [illegible] کر انکے تیرھویں صدی کے ایک مجدد ہونے کا اعلان فرمایا۔

حضرت شیخ عثمان بن فودیو رضی کا مزار سکوٹو شہر کے عین وسط میں پرانی آبادی کے اندر ہے۔ نائیجیریا میں عمومی طور پر مزاروں کا رواج نہیں ہے مگر اس بزرگ کا باقاعدہ مزار موجود ہے۔ مزار سے باہر ایک حجرہ ہے جس پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:-

"ھٰذا دھلیز مزار حضرت عثمان بن فودیو رضی اللہ عنہ"

اس دہلیز سے داخل ہونے کے بعد کافی اندر ایک الگ کمرہ میں حضرت عثمان بن فودیو رضی کا مزار مبارک ہے اور اس سے باہر برآمدہ میں متعدد قبریں موجود ہیں جو انکے خاندان کے بعض افراد اور ساتھیوں کی بیان کی جاتی ہیں۔ یہ تمام قبریں کچی ہیں البتہ حضرت عثمان بن فودیو رضی کا مزار ایک اونچے چبوترہ کی شکل میں ہے جسکے اوپر کپڑے کا غلاف ہے جس پر بعض آیات قرآنیہ منقش ہیں۔ کمرہ کے اندر داخل ہوتے ہی جو آیت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے:-

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین
انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک
رفیقاً۔

اس کے علاوہ دیگر تینوں اطراف میں بھی بعض آیات منقش ہیں۔ ان کے مزار پر اس آیت کے منقش کرنے سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان بن فودیو رضی کے حواری یہ سمجھتے تھے کہ حضرت منعم علیہ گروہ کا ایک فرد ہیں اور اطاعتِ خداوندی و متابعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجہ میں اس دنیا میں وہ ان چار مراتب میں سے ایک پر فائز ہوئے جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ فتدبر!

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(نتیجۂ فکر جناب چودھری علی محمد صاحب سرور بی۔اے۔بی۔ٹی ربوہ)

آدم تھا آب و طین میں صورتِ انس اک خیال
ایسے میں اے نبیٔ پاک تھا تُو نبیٔ باکمال

آدم امامِ اوّلیں اوّل خلیفۂ خدا
بانیٔ تہذیب تُو مظہرِ ربِّ ذوالجلال

نوح نبیٔ اوّلیں کشتیٔ نُو کا ناخدا
بہرِ فلاحِ قومِ خویش زندہ رہا ہزار سال

وہ آذر کے گھر کا شب چراغ بانیٔ خانۂ خدا
صدق و صفا میں بے مثل عشقِ خدا میں بے مثال

جس کی وفا کو دیکھ کر خالقِ دوجہان نے
کر دیا اُس کے زیبِ سر تاجِ امامتِ لازوال

وہ موسیٰ نبی جسے شوقِ دید لے گیا کوہِ طور پر
کھویا گیا وہ دیکھ کر جلوۂ ربِّ ذوالجلال

سارے جہان کے انبیاء موسیٰ ہو یا مسیح ہو
تیرے رہینِ نور ہیں تیری نبوت کے ہیں ظلال

پا گئیں تیری ذات میں ساری نبوتیں کمال
تیرے جلال میں جمال تیرے جمال میں جلال

"ما مسلمانیم از فضلِ خدا"

(محترم جناب چودھری شبیر احمد صاحب بی-اے واقفِ زندگی)

ہم خدا کے کرم سے مُسلمان ہیں ہم کو کافر جو کہتے ہیں نادان ہیں
ہم موحّد ہیں دیں اپنا اسلام ہے ہم شہِ دو جہاں کے غلامان ہیں
جس کا مدحت سرا خود خُدا ہو گیا ہم اُسی دِلربا کے ثناخوان ہیں
زیرِ سالار ہے گامزن کارواں مشعلِ راہ احکامِ قرآن ہیں
ہے ہمارے مقدّر میں فتحِ مبیں ہم سے اللہ کے عہد و پیمان ہیں
جانتے ہیں مقامِ مسیح الزّماں اہلِ دنیا میں جو اہلِ عرفان ہیں
حق و باطل کی پہچان ہم سے ہوئی آج عالم میں ہم ایک فرقان ہیں
اپنے کردار و گفتار کی رُو سے ہم اہلِ اسلام ہیں اہلِ ایمان ہیں

آج شبّیر گر ہم مسلماں نہیں
کون سے پھر جہاں میں مسلمان ہیں؟

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

غیرتِ دینی اور جوشِ ایمانی کا ایک اثر انگیز واقعہ

حضور علیہ السّلام کے ایک صحابی حضرت منشی امام الدّین صاحب پٹواری کی ایک روایت[1]

(از جناب چوہدری عبد السّلام صاحب اختر ایم - اے)

بیاں کرتا ہوں اور اک واقعہ میں پاک سیرت کا
حضورِ مہدیٔ موعودؑ کی دینی حمیّت کا

گواہِ چشم دید اس کے جو ہیں اصحاب سرکاری
اُنہی میں ایک ہیں منشی امام الدین پٹواری

روایت اُنکی یہ مرقوم ہے "اصحابِ احمدؑ" میں
کہ ذکر اس کا بہت عرصہ رہا احباب احمدؑ میں

وہ فرماتے ہیں یا اہلِ تعصّب وکیں خوئے عداوت سے
کبھی فتنہ گری سے اور کبھی جوشِ شقاوت سے

بناکر کیس جھوٹے رنگ اُن میں بھرتے رہتے تھے
مسیحِ حق کو اُلجھانے کی کوشش کرتے رہتے تھے

مگر وہ پاک بندہ اپنے مولیٰ کی رضا پاکر
بڑی عزّت سے ہوتا تھا بری، ہر الزام میں آکر

عدُو اُن دشمنوں کے خاک میں سب مل کے رہ جاتے
یہ باطل کے سفینے آندھیوں کی رَو میں بہہ جاتے

اُنہی ایّام کا یہ ذکر ہے حضرت کی خدمت میں
خبر آئی کہ دھاریوال کے جج کی عدالت میں

ہوئی ہے اِک مقدّمے میں حضورِ پاکؑ کی پیشی
ہے خاکِ رہگزر پہ۔ نیّرِ افلاک کی پیشی

اچانک ہوگیا شاداب دھاریوال کا قصبہ
بہ فیضِ مہرِ عالمتاب۔ دھاریوال کا قصبہ

یہاں کی خاک کو بھی یہ سعادت ملنے والی تھی
کہ خود مہدی یہاں آئیں۔ یہ برکت ملنے والی تھی

مگر دیکھیں ستم اِک اور اِس بازارِ عالم کا
جہاں پہ پھول ہوں کانٹا بھی ہوتا ہے یاں غم کا

---

[1] حوالہ کے لئے دیکھیں "اصحاب احمد" جلد اوّل صلا۱۰۱ -

یہاں پر اک محمد بخش تھانیدار رہتا تھا ہوا و حرص کا طالب۔ سرِ بازار رہتا تھا
نہایت فتنہ پرور۔ کینہ جُو۔ بدبین و بیگانہ سراپا ننگِ ملت۔ ننگِ فطرت۔ ننگِ کاشانہ
خبر جب اُس نے پائی مہدیٔ عالم کے آنے کی سرِ گلشن۔ بہارِ سرمدی کا ابر چھانے کی
وہ بولا خودسری سے۔ دیکھ لونگا "اب یہاں مجھ سے یہ مرزا۔ ہاتھ سے اب بچ کے جائیگا۔ کہاں مجھ سے"

عموماً بات دل کی جب زباں تک آ پہنچتی ہے
مشیت خود۔ دہانِ قلب و جاں تک آ پہنچتی ہے

جب اُس کا کلمۂ بد۔ ایک قاصد قادیاں لایا تو موعودِ حبیبِ کبریا نے سُن کے فرمایا
"اُسے کہدو کہ نامِ حق۔ مٹایا جا نہیں سکتا خدا کا نُور پھونکوں سے بُجھایا جا نہیں سکتا
جو آنکھ اُٹھے گی پھوڑی جائیگی چشمِ مشیت سے جو ہاتھ اُٹھیگا توڑا جائیگا وہ دستِ قدرت سے
خدا کے شیر میدانِ عمل میں آکے رہتے ہیں جب آتے ہیں تو اک عالم نیا دِکھلا کے رہتے ہیں
کرشمہ دیکھیئے اب ایک ذاتِ کبریائی کا اک آئینہ بساطِ ارض پر۔ قدرت نمائی کا
محمد بخش کے ہاتھوں میں اِک دردِ نہاں اُٹھا یہ درد۔ اک شکل میں پھنسی کی۔ بن کر ناگہاں اُٹھا
ہتھیلی پر یہ پھنسی بن کے اِک آزارِ جاں نکلی قضا گویا لئے ہاتھوں میں خود۔ تیر و کماں نکلی
وہ تھانیدار۔ اپنی خودسری میں جو اکڑتا تھا وہ اب اس درد کی شدّت سے ہر لحظہ تڑپتا تھا
بالآخر زخمِ پنہاں کا یہ اندازِ گراں اُس کو وہیں پر لے کے جا پہنچا۔ پہنچنا تھا جہاں اس کو

اَلا۔ اے دشمنِ ناداں ہے قائم بے گماں اب تک
"بترس از تیغِ برّانِ محمدؐ"۔۔۔۔ کا نشاں اب تک

حقیقی مسلمان کون ہے؟

(مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری ایم۔ اے، فجی)

مُسلم ہے وہ جو طاعتِ حکمِ خدا کرے
اور پیروئ سُنّتِ خیرالوریٰ کرے

مُسلم ہے وہ جو اوروں کے دُکھ کی دوا کرے
ہر ایک سے ہمیشہ بھلا ہی بھلا کرے

مُسلم ہے وہ جو خدمتِ خلقِ خدا کرے
خالق کے بھی حقوق برابر ادا کرے

مُسلم ہے جس کا کلمہ ہو مقصودِ زندگی
اقرار جو زباں سے بھی بر ملا کرے

مُسلم ہے آسرا جسے ہر دم خدا کا ہو
ہر کام کے لئے وہ اُسی سے دعا کرے

مُسلم ہے وہ ہمیشہ جو قائم کرے نماز
اور ہو سکے تو شب کو تہجد پڑھا کرے

مُسلم ہے وہ جو بچ کے رہے کذب و زُور سے
ہر بات ہر کسی سے بصدق و صفا کرے

مُسلم ہے مُردہ بھائی کو کھائے نہ جو کبھی
غیبت نہ بھُول کر بھی کسی کی کیا کرے

مُسلم ہے وہ جو جرأت و ہمّت سے کام لے
برداشت صبر و شکر سے ہر ابتلا کرے

مُسلم ہے وہ جو اپنی زباں اور ہاتھ سے
ہرگز کبھی کسی پہ نہ ظلم و جفا کرے

مُسلم ہے اپنا عہد نبھائے جو عمر بھر
اغیار و خویش سب سے ہمیشہ وفا کرے

مُسلم ہے وہ کہ جس کا ہو شیوہ ہر اک سے پیار
بے حال و بے نواؤں پہ جو جاں فدا کرے

مُسلم ہے وہ جو امن کا حامی رہے سدا
جنگ و جدال میں نہ کبھی ابتدا کرے

القصّہ اے ندیم ہے مُسلم وہی فقط
دُنیا پہ دین کو جو مقدّم سدا کرے

فَضَائِلُ الْإِسْلَامِ

(بقلم الاستاذ محمد عثمان الصدّیقی ایم-اے)

أَجَلْنَا فِكْرَنَا فِي كُلِّ دِينٍ   فَكَالْإِسْلَامِ دِينًا مَّا رَأَيْنَا
هُوَ الدِّينُ الْحَقِيقُ الْمُسْتَقِيمُ   فَإِيَّاهُ لِنَهْتَدِيَ اقْتَدَيْنَا
سِوَاهُ قَدْ تَرَكْنَا كُلَّ دِينٍ   وَإِيَّاهُ لَنَا الدِّينَ ابْتَغَيْنَا
تَبِعْنَاهُ مِنَ الْأَدْيَانِ حَتّٰى   بِبَرَكَتِهِ إِلَى اللّٰهِ انْتَهَيْنَا
بِهِ ثَمَرَاتِ مَعْرِفَةٍ جَنَيْنَا   بِهِ دَرَجَاتِ قُرْبَتِهِ طَوَيْنَا
وَجَدْنَاهُ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا   عَلَيْهِ بِاسْتِقَامَتِنَا اسْتَوَيْنَا
وَدِينًا غَيْرَ إِسْلَامٍ قَوِيمٍ   إِلَى اللّٰهِ يُبَلِّغُنَا أَبَيْنَا
بِهِ صِرْنَا خِيَارًا صَالِحِينَ   بِهِ إِنَّا زَكَيْنَا وَاتَّقَيْنَا
بِفَضْلِ اللّٰهِ إِنَّا مُسْلِمُونَ   وَهٰذَا الدِّينَ مِلَّتَنَا ارْتَضَيْنَا
هُوَ الدِّينُ، وَلَوْ لَمْ نَتَّبِعْهُ   لَكُنَّا فِي الضَّلَالِ وَمَا اهْتَدَيْنَا
وَلَوْ عَنْهُ تَوَلَّيْنَا، بَغَيْنَا   وَأَنْفُسَنَا ظَلَمْنَا وَاعْتَدَيْنَا
بِبَرَكَةِ دِينِنَا رَحَمَاتُ رَبٍّ   كَأَمْطَارٍ لَّقَدْ هَطَلَتْ عَلَيْنَا
كَمَا الْإِسْلَامُ جَمَعَ الْخَيْرَ طُرًّا   سِوَاهُ مَذْهَبٌ أَنّٰى وَأَيْنَا
مِنَ اللّٰهِ لِتَجِدُوا كُلَّ رُشْدٍ   تَعَالَوْا أَيُّهَا النَّاسُ! إِلَيْنَا
أَرُونَا مِثْلَهُ فِي الْفَيْضِ دِينًا   كَمَا الْإِسْلَامَ إِيَّاكُمْ أَرَيْنَا

سیّدنا امام المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم

(بقلم الاستاد محمّد اسحٰق الصّوفی المبشّر الاسلامی)

فَدَتْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَفْسِي   وَرُوحِي يَا إِمَامَ الْمُرْسَلِينَ

وَجُودُكَ نَافِعٌ لَا شَكَّ فِيهِ   لِأَنَّكَ قُدْوَةٌ لِلسَّالِكِينَ

دَعَوْتَ إِلَى الْهُدٰى وَلَبِثْتَ دَوْمًا   مَنَارَ النُّورِ لِلْمُسْتَرْشِدِينَ

رَأَيْتَ الشِّرْكَ وَالْكِذْبَ عَيَانًا   فَسِرْتَ مُنَبِّهًا لِلْغَافِلِينَ

فَأَمَّا الْخَاشِعُونَ الضَّارِعُونَ   فَجَاؤُا لِلْهِدَايَةِ طَالِبِينَ

وَأَمَّا الْكَافِرُونَ الْقَاسِطُونَ   فَصَارُوا لِلْهِدَايَةِ كَارِهِينَ

كَذَا كَانَتْ حَيَاتُكَ طُولَ دَهْرٍ   بَقِيتَ مُبَشِّرًا لِلطَّائِعِينَ

"قُرْآنًا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ" تَرَكْتَ   بِلَا رَيْبٍ "هُدًى لِلْمُتَّقِينَ"

فَمَا لِلْمُسْلِمِينَ لِمَاذَا ذَلُّوا ؟   وَصَارُوا لِغَيْرِهِمْ مُسْتَعْبَدِينَ

وَمَا لِلْمُسْلِمِينَ عَمُوا وَصَمُّوا؟   وَصَارُوا فِي الضَّلَالَةِ تَائِهِينَ

فَمَهْلًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَهْلًا   "وَأَنْظِرْنَا نُخَبِّرْكَ الْيَقِينَ"

لِمَاذَا الْمُسْلِمُونَ غَدَوْا وَبَاتُوا   لِأَعْدَاءِ الشَّرِيعَةِ خَاضِعِينَ

فَهَلَّا الْمُسْلِمُونَ بَقَوْا دَوَامًا   لِأَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ مَاسِكِينَ؟

فَلَوْ تَبِعُوا الشَّرِيعَةَ وَاسْتَقَامُوا   لَمَا عَاشُوا حَيَاةَ الْفَاسِقِينَ

وَلٰكِنَّ النُّفُوسَ طَغَتْ وَجَارَتْ   فَصِرْنَا لِلشَّرِيعَةِ تَارِكِينَ

وَعِشْنَا مَعِيشَةً لَا خَيْرَ فِيهَا   وَصِرْنَا كُلُّنَا كَالْمُجْرِمِينَ

فَمَا أَنْ زَادَتِ الْآثَامُ قُلْنَا   أَغِثْنَا يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ

فَإِنَّا جِئْنَا بَابَكَ لَاهِفِينَ   وَجِئْنَا بِالشَّفَاعَةِ مُوقِنِينَ

فَبِاللّٰهِ عَلَيْكَ لَا تُخَيِّبْنَا   فَقَدْ قُمْنَا أَمَامَكَ نَادِمِينَ

وَخَوِّلْنَا حَيَاةً غَيْرَ هٰذِي   فَمِنْهَا قَدْ مَلِلْنَا أَجْمَعِينَ

وَبُثَّ فِينَا مِنْ رُوحٍ وَرَوْحٍ   نَعِيشُ بِسَبَبِهَا كَالْمُكْرَمِينَ

فَإِنَّا تُبْنَا مِنْ عَيْشٍ رَدِيءٍ   وَعُدْنَا إِلَى إِلٰهِ الْعَالَمِينَ

مصلح موعودؓ

(جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر۔ ربوہ)

ایک فرزند مہدیٔ معہودؑ — علم باطن میں علم ظاہر میں
یعنی محمود مصلح موعودؓ — ذہن عالی میں قلب طاہر میں
جس کے سر پر خدا کا سایہ تھا — نور ہی نور ہم نے دیکھا ہے
آج کے دن جہاں میں آیا تھا — گویا رب کا ظہور دیکھا ہے
اک نشاں قدرت اور رحمت کا — اُس کی شہرت ہے چاند تاروں تک
فضل و احساں کا اور قربت کا — بھر گئی ہے زمیں کناروں تک
اک کلیدِ ظفر مظفر کو — کتنی قوموں نے برکتیں پائیں
حق تعالیٰ نے دی مبارک ہو — سب کے حصّہ میں رحمتیں آئیں
مظہر الحق والعلاء آیا — ہو گیا حق کا بول بالا جب
گویا ساتھ اُس کے خود خدا آیا — ہو گیا ملگجی اُجالا جب
ہم غریبوں کا شہریار رہتا — صبح اُمید کی کرن پھوٹی
جو اسیروں کا رستگار رہتا — اور باطل کی آس جب ٹوٹی
پنجۂ موت سے نجات ملی — کر گیا سوئے آسماں پرواز
اُس کے دم سے نئی حیات ملی — وہی انجام تھا جو تھا آغاز
بن کے اک جانشیں محمدؐ کا — واں سے آیا تھا پھر وہاں پہ گیا
اور سالارِ فوجِ احمدؑ کا — نیک بندہ تھا آسماں پہ گیا
صاحبِ عظمت و شکوہ آیا — رُوئے ناصر پہ بھی چمکتا ہے
کلمۃ اللہ بن کے وہ آیا — اس کی باتوں میں بھی جھلکتا ہے
کیا ذہین و فہیم وہ نکلا — اور اپنے دلوں میں ہے موجود
کیا دل کا حلیم وہ نکلا — اپنا محمود مصلح موعودؓ

صبح کہتے ہیں شام کہتے ہیں
اس پہ لاکھوں سلام کہتے ہیں

ملہ یہ نظم ۲۰ فروری ۱۹۷۲ء کے جلسہ مصلح موعودؓ میں پڑھی گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارسی الاصل ہیں

نسل برلاس پر جدید تحقیق !!

(از جناب شیخ عبد القادر صاحب محقق۔ لاہور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان وسطِ ایشیا کے مشہور قبیلہ برلاس سے تعلق رکھتا ہے۔

برلاس ایک قدیم قبیلہ ہے جس کا ذکر آج سے اڑھائی ہزار سال قبل مؤرخ یونان ہیرو ڈوٹس نے بھی کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ سیتھی قوم کی ایک شاخ کو آجکل پارالاتائے (PARALATAE) کہتے ہیں۔ یہ نام برلاس کی یونانی صورت ہے۔

ایرانِ قدیم میں دارائے اعظم کے زمانے میں آرامی کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل تھا۔ برلاس آرامی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنے "شیر زادہ" کے ہیں۔

سیتھی قبائل کے آثار بتاتے ہیں کہ یہ دراصل فارسی تھے۔ قدیم فارسی بولیاں ان کے ہاں مروج تھیں۔ یہ بعد میں ترک و تاتار میں جذب ہوگئے اس لئے ان کی انفرادیت قائم نہ رہی ایسے آثارِ قدیمہ کی شہادتوں سے پتہ لگتا ہے کہ اصل کے لحاظ سے سیتھی فارسی الاصل تھے۔

مشہور انسائیکلوپیڈیاز میں سیتھی قبائل پر تحقیقی نتائج پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے آثار بتاتے ہیں کہ یہ فارسی بولیاں بولنے والے خانہ بدوش قبیلے تھے۔

اُوپر بتایا جا چکا ہے کہ سیتھی ترک و تاتار میں جذب ہوگئے۔ یہی وجہ ہے کہ قوم برلاس کے بھی دو بڑے حصے ہوگئے تھے۔ ایک ترک و تاتار میں مدغم ہوگیا اور دوسرا فارسی خصوصیات کا حامل رہا۔

چودھویں صدی عیسوی میں اس خاندان کے دو چشم و چراغ قابلِ ذکر ہیں۔ ایک کا نام امیر حاجی تھا۔ انہیں عرفِ عام میں حاجی برلاس کہتے تھے۔ یہ برلاس قوم کے سردار تھے۔ ان کا مرکز سمرقند کے قریب شہرِ کش تھا جسے شہرِ سبز بھی کہتے تھے۔ امیر حاجی کے بعد اس مردم خیز خطہ سے تیمور اُبھرا جو کہ "یکے از اقربائش حاجی برلاس" تھا۔ تیمور آگے چل کر ایک عظیم بادشاہ

تھا۔ آلِ تیمور نے ہند میں خاندانِ مغلیہ کی بنیاد ڈالی۔ بابر اس خاندان کا بانی تھا۔ برلاس کے معنے شیرزادہ کے ہیں اور بابر کے معنے شیرببر۔

تاریخ الانساب پر مشتمل قدیم لٹریچر کہتا ہے کہ تیمور منگول یعنی مغل نہیں تھا۔ وہ چونکہ مغلوں کا داماد تھا اسلئے مغل مشہور ہو گیا۔ اس کا خطاب گورگان تھا۔ گورگان سے "بادشاہوں کا داماد" یا شادی کے ذریعہ بادشاہوں کا رشتہ دار مراد ہے۔ آلِ تیمور عرف عام میں مغل تھی اصالتاً وہ مغل نہیں تھے۔ منگولوں کے شاہی گھرانے میں شادیوں کے باعث آلِ تیمور مغل کہلائی۔

جدید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمور ماں کی طرف سے ایرانی تھا باپ کی طرف سے مخلوط ترک۔ وسط ایشیا میں ترک و تاتار، ایرانی قبائل کے ساتھ مخلوط ہوئے۔ تیمور اسی مخلوط نسل سے تھا۔ اس کی رگوں میں ایرانی اور ترک خون دوڑتا تھا۔

تیمور اپنے بزرگ حاجی برلاس کو چچا کہتا تھا۔ وہ حقیقی چچا نہیں تھے۔ تیمور اور حاجی برلاس کا شجرۂ نسب جدا جدا ہے۔ تیمور غالباً ماں کی طرف سے حاجی برلاس کا رشتہ دار تھا کیونکہ تیمور کی ماں ایک مشہور ایرانی خاندان سے تھی۔

تیمور برلاس قبیلہ کے اس حصہ سے تعلق رکھتا تھا جو کہ منگول اور ترک و تاتار سے مخلوط ہو گیا تھا۔ حاجی برلاس کا شجرۂ نسب جدا ہے۔ آپ کا خانوادہ غالب اکثر کے لحاظ سے فارسی ہے۔ بعض جدید شواہد درج ذیل ہیں:-

(۱) علامہ ابن خلدون نے تیمور سے ملاقات کی۔ اس کے نسب اور احوال پر تحقیق کی اور خود تیمور سے اصلاح لی۔ علامہ موصوف کی "خود نوشت سوانحعمری" کے نسخے قاہرہ اور استنبول میں محفوظ ہیں۔ ڈاکٹر جے فشل نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں یہ حصہ شائع کر دیا ہے۔ تیمور نے ابن خلدون کو بتایا:-

"ہم اپنی ماں کی طرف سے منوچہر کی اولاد سے نسبت رکھتے ہیں۔" (ابن خلدون اور امیر تیمور مصنفہ ڈاکٹر جے فشل ترجمہ ضیاء الدین احمد برنی صفحہ ۹۶)

منوچہر قدیم ایرانی بادشاہ افریدون کا پوتا تھا۔ آگے چل کر منوچہر کی آل نے ترک رئیسوں کے ہاں شادیاں کر لیں۔

ابن خلدون لکھتا ہے:-

"منوچہر کی اولاد میں ایک شخص کیقباد گزرا ہے جو اس سے پانچویں پشت میں تھا۔ اس کی شادی ترکوں کے ایک رئیس کی لڑکی سے ہوئی جس کے بطن سے چار بیٹے پیدا ہوئے ان میں سے ایک کیقاوس تھا (کتاب العبر) ایک دوسری روایت کے مطابق کیقاوس کا ایک بیٹا سیاوخش تھا جو ترکوں

کے بادشاہ فراسیاب کے یہاں پہنچا۔
فراسیاب نے اپنی بیٹی اس کے عقدِ
نکاح میں دیدی" (طبری)
نسل ابن خلدون اور طبری کے حوالہ سے مذکورہ
روایات بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے :-
"امکان یہ ہے کہ تیمور اپنی والدہ
کے واسطہ سے جس کا نام تکینہ خاتون
بیان کیا جاتا ہے منوشہر سے اپنا رشتہ
ملانے کے لئے ان روایات کی جانب
اشارہ کرتا ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔"
پھر لکھتے ہیں :-
"یہ کہنا مشکل ہے کہ ابن خلدون
نے منوشہر سے جو ایرانی تھا رشتہ داری
پر زور کیوں دیا سوائے اس کے
کہ (یہ سمجھا جائے) کہ خود تیمور نے
اس کا دعویٰ کیا تھا"
(ابن خلدون اور امیر تیمور صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳)
ابن خلدون نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ
تیمور باپ کی طرف سے ترک اور ماں کی طرف
سے ایرانی تھا۔ ابن خلدون کے نزدیک ترک
بھی ایک مخلوط نسل ہے۔ ترک اور ایرانی
زمانہ قدیم میں مخلوط ہو گئے تھے۔ ابن خلدون
نے اپنی دوسری تصنیف "کتاب العبر" میں اس
کی مثالیں دی ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔
ابن خلدون کہتا ہے کہ تیمور کو مغل بتانا

غلطی ہے۔ وہ لکھتا ہے :-
"میں نہیں جانتا کہ اس کا شجرہ نسب
(آلِ چنگیز) بنو چغتائی سے کس طرح
جا ملتا ہے۔"
(کتاب العبر جلد ۵ صفحہ ۵۰۶، ۵۳۲)
صاف ظاہر ہے کہ ابن خلدون کے نزدیک
تیمور مغل نہیں تھا بلکہ ایرانیوں کے ساتھ مخلوط
نسل کا ترک تھا۔
(۲) اس باب میں دوسرا بہت بڑا انکشاف تیمور
کے مقبرہ کے کھولنے کے بعد ہوا۔
مئی و جون ۱۹۴۱ء میں روسی ماہرین آثارِ
قدیمہ نے تیمور کی قبر کو کھولا جو کہ سمرقند کے
ایک شاندار مقبرہ میں ہے۔ انہوں نے پنجر
اور باقیاتِ بدن کا مطالعہ کیا۔ اعصاب
اور جلد کے کچھ حصے صحیح سالم تھے۔ سر کے
کچھ بال، ابرو، سرخ رنگ کی داڑھی اور
مونچھیں بھی باقی تھیں۔ کھوپڑی منگول خدوخال
کی حامل ثابت ہوئی۔ کیونکہ تیمور کی رگوں میں
منگول خون موجود تھا لیکن شکل و صورت منگول
نہیں تھی، بڑی اور کشادہ آنکھیں، ستواں لمبی
ناک، موٹے ہونٹ، لمبا چہرہ ترک و ایرانی
خدوخال کے غماز ہیں۔ ماہرین نے تیمور کے چہرے
کو Reconstruct یعنی بحال کر لیا۔ اس
کی تصویر بھی شائع کر دی۔ ایرانی اور ترکی فیچر کا
خوبصورت امتزاج ہمارے سامنے ہے

حسب ذیل کتاب میں یہ تصویر دیکھی جا سکتی ہے
Tamburlaine the Conqueror by Hilda Hookham.

(۳) تاریخ الانساب پر قدیم لٹریچر میں تیمور اور حاجی برلاس کا نسب نامہ جدا جدا مل گیا ہے۔ حاجی برلاس کا شجرۂ نسب درج ذیل ہے:۔

امیر قراچار نویان
|
ایسومنکا نویان
|
ایرالتغی نویان
|
امیر حاجی برلاس

امیر حاجی برلاس کی آئندہ دو پشتیں بھی مل گئی ہیں:۔

امیر حاجی برلاس
|
محمد درویش
|
علی درویش

علی درویش کی نسل میں مرزا ہادی بیگ پیدا ہوئے جو کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔

اس امر کا ثبوت کہ یہ فارسی الاصل لوگوں کا نسب نامہ ہے یہ ہے کہ حاجی برلاس کے مورثِ اعلیٰ امیر قراچار نویان ایران کے مشہور قراچاریہ خاندان کے جدِ امجد بھی ہیں۔ یہ نسب نامے قدیم فارسی کتابوں میں برابر ملتے رہے ہیں۔ ان نسب ناموں کے قدیم حوالے فارسی کتاب اویماق مغل مصنفہ محمد عبدالقادر خان مطبوعہ سنہ ۱۳۱۹ھ میں بھی موجود ہیں۔

(۴) اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جس طرح آلِ تیمور کو مغل کہنا درست نہیں اسی طرح ساری نسل برلاس کو ترک یا تاتاری کہنا بھی روا نہیں ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مورثِ اعلیٰ امیر حاجی برلاس کا جداگانہ نسب نامہ ہے جو ایران کے قراچاریہ خاندان کے مورثِ اعلیٰ سے جا ملتا ہے۔ ربع صدی قبل وحیٔ خدا نے جس تاریخی غلطی کی طرف اشارہ کیا تھا قدیم لٹریچر اور اکتشافاتِ اثریہ نے اس کی اصل حقیقت کھول دی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ولٰکنّ اللّٰہ اوحیٰ الیّ انّھم کانوا من بنی فارس لا من الاقوام الترکیّۃ"

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے جس کی کچھ جھلکیاں اس مضمون میں پیش کی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب البریّہ میں فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں۔"

اربعین میں فرماتے ہیں:۔

"خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔"

تحفہ گولڑویہ میں ہے:۔

"میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔"

قبولِ احمدیّت کی دلچسپ سرگزشت

(مکرّم جناب حکیم غلام رسول صاحب معلّم وقف جدید)

ابتدائی حالات

خاکسار مُد کی ضلع فیروزپور کا مہاجر ہے۔ ابتداءً اہل سُنّت عقیدہ رکھتا تھا اور علاوہ ازیں جماعتِ احرار کا بھی رُکن تھا۔ غالباً ۱۹۳۵ء میں ایک سکول ماسٹر شیخ محمد صاحب احمدی ہمارے محلّہ میں قیام پذیر ہوئے۔ اُن سے پہلی بار احمدیّت کے بارے میں شناسائی ہوئی لیکن خاکسار نے اُن کی سخت مخالفت کی بحث مباحثہ، مناظرہ روزمرّہ کا دستور تھا۔

ایک سال بعد وہ ماسٹر صاحب تبدیل ہوگئے اور میری خوش بختی کہ ایک اور ماسٹر صاحب احمدی اس مکان میں آگئے۔ وہ ماسٹر صاحب چوہدری غلام دستگیر صاحب دیوانی وال ضلع گورداسپور حال ہیڈ اکاؤنٹنٹ میونسپل کمیٹی لائلپور تھے۔ ان کے ساتھ جب رابطہ قائم ہوا اور دوستانہ رنگ میں ملاقات ہوتی رہی۔ خاکسار نے اُن سے طب پڑھنی شروع کی اور مذہبی تبادلۂ خیال بھی ہوتا رہا۔ ان دنوں خاکسار نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ، سبز رنگ کا چوغہ اور سبز پگڑی باندھے مشرق سے جانب مغرب میرے قریب سے گزرے۔ ان کا چہرہ مثل چاند چمک رہا تھا اور دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے ایک مکان میں داخل ہوگئے۔ خواب میں ہی خیال کرتا ہوں کہ معلوم نہیں یہ بزرگ کون ہیں۔ تو مکان کے دروازہ کے اُوپر سنہری حروف میں لکھا گیا "غلام احمد قادیانی"۔

مَیں نے خواب میں ہی یہ الفاظ بلند آواز سے کہے تو قریب ہی میری بیوی نے سُنے اور دریافت کیا کہ کیا کہہ رہے تھے؟ پھر میری آنکھ کُھل گئی۔ وہ نظارہ آج تک دل سے محو نہیں ہوا۔ پھر میری توجہ احمدیّت کی طرف راغب ہوگئی اور تحقیق شروع کردی۔ اس قریبی زمانہ میں ایک مناظرہ ملوٹ منڈی ضلع فیروزپور میں پیر اکبر علی صاحب رئیس اعظم فیروزپور نے کرایا تھا۔ مناظرہ مولوی لال حسین صاحب اختر اور مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے مابین تھا۔ خاکسار اور چوہدری غلام دستگیر صاحب بھی مناظرہ سُننے گئے۔ میری قبولِ احمدیت کی اصل بنیاد یہ مناظرہ ہی ہے۔ کیونکہ اکثر سوالات کے جوابات سائیں لال حسین نہ دے سکا بلکہ استہزاء اور ٹھٹھا اور بدزبانی کرتا تھا جس سے پیر اکبر علی صاحب کے صاحبزادہ

پیر صلاح الدین صاحب کو بھی جو مناظرہ میں موجود
تھے سخت غصہ آیا تو پیر صاحب نے انہیں خاموش کرا دیا۔
سائیں لال حسین جن سوالوں کے جواب نہ دے سکا
تھا وہ خاکسار نے نوٹ کر لئے اور حنفی علماء سے
ہی ان کی تحقیق کرتا تھا کسی سے بھی تسلی نہ ہوتی تھی۔

۱۹۴۰ء میں بیعت سے پہلے ہی مخالفت
شروع ہوگئی۔ والدین نے بھی سخت پابندی لگادی
کہ ماسٹر صاحب کے گھر نہ جایا کرو۔ لیکن اس وقت دل
اسیر ہو چکا تھا۔ چنانچہ ۱۹۴۰ء میں چوہدری غلام دستگیر
صاحب کی تحریک پر جلسہ سالانہ پر قادیان شریف جانے
کا پروگرام بنایا۔ میرے ایک غیر از جماعت دوست
قمر الدین صاحب بھی جلسہ پر ہمارے ہمراہ گئے۔ ان
کو مذہبی دلچسپی بالکل نہ تھی۔ صرف میرے کہنے پر
قادیان چلے گئے تھے۔ جلسے کے دوسرے روز جمعہ
تھا۔ ہم نے جمعہ پڑھنے کے لئے احرار کی مسجد میں جانے
کا پروگرام بنایا تو چوہدری صاحب نے منع کیا کہ نہ
جاؤ۔ ہم نے تو مدکی میں ہی یہ شرط رکھی تھی کہ وہاں پر
احرار کا مرکز دیکھنے بھی جائیں گے۔

ہم جمعہ پڑھنے احرار کی مسجد میں چلے گئے۔

اس وقت قادیان میں احراری مولوی محمد حیات اور
مولوی عنایت اللہ احراری آریوں کے مکان میں رہتے
تھے۔ نماز جمعہ کے بعد خاکسار نے مولوی محمد حیات سے
ان کے چوبارہ پر جا کر ملاقات کی۔ جب خاکسار نے
اپنا تعارف مولوی محمد حیات سے کرایا کہ میں بھی احرار
پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں تو مولوی صاحب برہم ہوگئے
اور کہا کہ پھر مرزائیوں کے جلسہ میں کیوں آئے ہو؟۔
خاکسار نے جواب دیا کہ مولانا! مجھے تو ایک مشکل
درپیش ہے اسلئے آیا ہوں۔ میں نے کہا کہ مُدکی ضلع
فیروزپور میں ایک سکول ماسٹر احمدی ہے وہ کہتا ہے
کہ حضرت مسیحؑ فوت ہوگئے ہیں اور غیر تشریعی نبوت
جاری ہے۔ میں نے بہت سے حنفی علماء سے دریافت
کیا ہے لیکن وہ تسلی بخش جواب نہیں دیتے۔ تو مولانا
نے کہا کہ آپ آمد و رفت کا دو آدمیوں کا کرایہ اور
معمولی خرچ دیں ہم مُدکی جا کر اس سے مناظرہ کریں گے۔
خاکسار نے عرض کیا کہ آپ میرے سوالات سن کر
جواب نوٹ کرا دیں۔ چند سوال یہ تھے:۔ (۱) حضرت
مسیحؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توفی میں کیا
فرق ہے؟ (۲) خاتم النبیین، خاتم الاولیاء،
خاتم المہاجرین اور خاتم المفسرین وغیرہ میں کیا فرق
ہے (۳) چاند سورج کو گرہن ہو چکا ہے۔ اس کی
وضاحت فرمائیں۔ جواب میں مولانا محمد حیات نے کہا
کہ مرزا صاحب بائیں پاؤں کا جوتا دائیں میں پہن لیتے
تھے، مٹی کے ڈھیلے جیب میں ڈال لیتے تھے وغیرہ وغیرہ
تو میں نے کہا مولانا! ان باتوں سے میرا مطلب حل
نہیں ہوتا میں تو قرآن مجید اور احادیث سے سوال
کرتا ہوں اور آپ غیر متعلق باتیں کرتے ہیں۔ میری
باتوں کا جواب دیں۔ تو مولانا نے مجھے گالی دیکر کہا کہ
تُو تو اب مرتد ہو جائے گا۔ میں بھی آخر اُس وقت
احراری تھا میں نے بھی اسی طرح گالی دی تو مولانا طیش
میں آکر جوتا اُٹھا کر مارنے کو تیار ہوگئے۔ میرے ساتھی

میرے دوست قمرالدین نے مجھے منع کیا کہ مولانا سے نہ جھگڑو۔ چنانچہ ہم مایوس ہو کر چوہدری غلام دستگیر صاحب کے گھر واپس آگئے اور یہ واقعہ میرے لئے ایمانی تقویت کا موجب ہوا۔

جلسہ سے واپسی کے بعد میری تسلی ہو چکی تھی۔ صرف مخالفت سے ڈرتا ہوا بیعت کرنے سے رُکا ہوا تھا۔ چنانچہ جولائی ۱۹۴۲ء میں خاکسار اور میری اہلیہ صاحبہ کرم بی بی اور قمرالدین صاحب نے تحریری بیعت کر لی۔ الحمد للہ۔ اس وقت رمضان شریف کا مبارک مہینہ تھا۔

مخالفت کا دَور

اس روز ہم نے مسجد میں جا کر نماز باجماعت سب کے سامنے علیحدہ پڑھی تو غیر از جماعت لوگوں نے ہم کو تو اس وقت کچھ نہیں کہا دوسرے روز صبح آٹھ بجے کسی آدمی نے میرے والد صاحب کو آکر بتایا کہ تمہارا لڑکا حکیم غلام رسول مرزائی ہو گیا ہے۔ والد صاحب نے جب مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے بیعت کر لی ہے۔ تو والد صاحب کو یہ سنتے ہی غصہ آیا اور لاٹھی لیکر مارنے لگ گئے اور آنِ واحد میں تمام گاؤں جمع ہو گیا۔ والد صاحب نے کہا کہ فوراً گھر سے نکل جاؤ۔ چنانچہ خاکسار چوہدری غلام دستگیر صاحب کے گھر گیا تو چوہدری صاحب سکول جا چکے تھے۔ انکی والدہ صاحبہ نے جب سُنا تو کہا کہ بچوں کو اور سامان لیکر ہمارے گھر آجاؤ۔ دوسری طرف گاؤں کے لوگوں نے ایک بھنگی کو منادی کرنے کو کہا کہ سب مسلمان مسجد راجپوتاں میں نماز جمعہ پڑھیں۔ ہم نے نماز جمعہ چوہدری غلام دستگیر صاحب کے مکان پر پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگیں کہ الٰہی! اس وقت ہمارا تیرے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔ چنانچہ نماز جمعہ کے بعد تین آدمی ہم کو مسجد میں بلانے آئے۔ ہم جب مسجد میں گئے تو بے پناہ ہجوم تماشائیوں کا موجود تھا۔ پانچ آدمیوں کے بورڈ کے روبرو ہم کو مسجد میں حاضر کیا گیا۔ ان کا جو ہیڈ تھا وہ ایک پنشنر حوالدار غلام محمد تھا۔ اُس نے چوہدری صاحب سے پہلا سوال یہ کیا کہ آپ سکول ماسٹر ہیں آپ نے ان کو مرزائی کیوں بنایا ہے؟ تو چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ تبلیغ کرنا احمدیوں کا فرض ہے۔ ہم سب اقوام کو تبلیغ کرتے ہیں اور غلام رسول اپنی رضامندی سے احمدی ہوئے ہیں ہم نے جبر سے نہیں کیا ہے اور آئندہ بھی تبلیغ کروں گا۔ چوہدری صاحب نے جرأت سے یہ الفاظ کہے۔ اس پر اس کا دوسرا سوال مجھ سے تھا کہ تم کیوں مرزائی ہوئے ہو؟ خاکسار نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق حضور کا حکم مانتے ہوئے امام مہدی کو قبول کیا ہے۔ بالفرض اگر مجھے غلطی لگی ہے تو اب آپ میری تسلی کرا دیں تو پھر اب بھی نہیں ہوتا۔ اسی وقت ایک شخص پٹواری امام الدین نے کہا کہ شہر میں چل کر سب لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ

غلام رسول کا بائیکاٹ کریں یعنی ہندو، سکھ، مسلمان سب کے سب بائیکاٹ کرو تو اس کو پتہ لگ جائیگا۔ میرے والد صاحب نے کہا کہ اگر بائیکاٹ کیا گیا تو بال بچوں کو لیکر قادیان چلا جائے گا۔ اس کا علاج صرف قتل ہے۔ پولیس کے روبرو میں اقبال جرم کروں گا۔ ایک شخص سیٹھ مراد خاں بھی وہاں موجود تھا اس نے میرے والد صاحب کو کہا کہ محمد بخش! بھیڑ کے خون میں گاؤں پھانسی نہیں چڑھ جائے گا۔ اگر مقدمہ پر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا تو میں خرچ کروں گا۔ چنانچہ یہ فیصلہ قتل کا تکمیل کو پہنچ گیا۔ اُٹھ کر جب سب لوگ جوتیوں والی جگہ آ گئے تو اُس وقت چوہدری غلام دستگیر صاحب تو مسجد سے باہر چلے آئے۔ اُن سے کسی نے مزاحمت نہیں کی لیکن میں ابھی مسجد کے اندر ہی تھا کہ کسی کے اشارہ سے مجھے ہر طرف سے مارنے والوں نے گھیر لیا۔ ہر طرف سے مارنے والے مجھ پر پل پڑے لیکن غلام محمد پولیس مین نے مجھے چھُڑا دیا اور مجھ سے یوں مخاطب ہوئے کہ غلام رسول! آپ توبہ کر دو۔ خاکسار نے کہا کہ پہلے قرآن مجید سے میرے سوالات کا جواب دو۔ غلام محمد مذکور نے ہاتھ جوڑ کر خدا اور رسول کا واسطہ دیکر کہا کہ قرآن کا نام نہ لو۔ ہمارے کہنے سے ہی توبہ کر لو۔ خاکسار نے کہا کہ اس طرح تو میں احمدیت سے توبہ نہیں کرتا۔ غلام محمد پولیس مین غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ تو ابھی سب کے سامنے توبہ کریگا۔ چنانچہ اس نے مجھے مسجد کے پکے فرش پر گرا کر چار آدمیوں

کو مارنے کے لئے منتخب کیا جو کہ مجھے جوتیوں سے مارتے تھے اور وقفہ وقفہ سے کھڑا کرکے توبہ پر مجبور کرتے تھے۔ اسی دوران میرے دوست قمر الدین کو بھی مارنے لگے تو وہ چھلانگ لگا کر مسجد کی دیوار پھاند کر چلا گیا تو لوگ اس کو پھر پکڑ کر مسجد میں لے آئے۔ قمر الدین نے مارنے والوں سے کہا کہ میری ایک بات سُن لو پھر بے شک مارنا۔ اس نے کہا کہ میں نے بیعت بے شک کی ہے لیکن میں پوری طرح یہ نہیں جانتا کہ احمدیت سچی ہے یا نہیں۔ اگر غلام رسول کہے کہ میں احمدی نہیں تو میں بھی احمدی نہیں۔ اگر غلام رسول کہے کہ میں احمدی ہوں تو پھر جتنا چاہو مارو میں بھی احمدی ہوں۔ اس پر اُس کو چھوڑ دیا اور مجھے ہی مارتے رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی احسان تھا کہ میں مار کھاتا رہا اور میرے پاؤں میں ذرا بھی لغزش نہ آئی حتیٰ کہ میں مار سے بے ہوش ہو گیا کیونکہ سخت گرمی کا موسم تھا اور قریباً دو گھنٹے تک مارتے رہے۔ جب میں بیہوش ہو گیا تو اس وقت میرا روزہ بھی تھا۔ ایک آدمی پانی لایا کہ اس کے منہ میں پانی ڈالو۔ پولیس مین نے کہا کہ اس کا روزہ ہے یہ گناہ نہ لو چنانچہ مجھے غسلخانہ میں لیجا کر نہلایا گیا اور پھر مجھے وہاں ہجوم میں لے آئے تو اس محلے کے نمبردار علی محمد نے الگ بلا کر کہا کہ یہ تو ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ احمدیت سچی ہے کیونکہ جتنی مار آج تجھے پڑی ہے اگر کسی چور کو مارتے تو توبہ کر جاتا لیکن تُو نے توبہ نہیں کی ہے۔ یہ سچائی کی دلیل ہے لیکن ہماری عزت کا بھی آپ

خیال کریں۔ صرف ایک دفعہ کہہ دیں کہ میں احمدی نہیں ہوں پھر میں خود تم کو قادیان چھوڑ آؤں گا۔ میں نے انکار کیا کہ یہ تو منافقت ہے اور ایمان کا معاملہ ہے۔ میرے اس جواب سے پھر اس کو بھی طیش آگیا۔ اور مارنے کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا لیکن جلدی ہی ایک آدمی نے چھڑا دیا اور کہا کہ اگر مرزا صاحب مہدی نہیں ہیں تو پھر وہ سچے نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر وہ مہدی ہیں تو پھر سچے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں۔

چونکہ میرے والد صاحب مجھے مخالفوں کے حوالے کر کے گھر کو چلے گئے تھے لوگ پھر ان کو بُلا کر لائے اور مجھے کہا کہ والد صاحب سے معافی مانگو۔ میں نے کہا کہ والد صاحب نے مجھے گالیاں بھی دی ہیں اور مارا بھی ہے میں نے پھر بھی ان کی عزت کی ہے۔ میں ان سے معافی مانگتا ہوں لیکن احمدیت کو نہیں چھوڑتا۔

والد صاحب مجھے گلے سے لگا کر بہت روتے رہے اور کہا کہ گھر کو چلو۔ سب آدمیوں نے ہمارا سامان اٹھوا کر ہمارے گھر میں پھر رکھ دیا۔ اتنے میں افطاری کا وقت ہو گیا۔ جب میں روزہ افطار کرنے لگا تو میرے حلق سے پانی نہ اُتر سکا یہ حالت رات ۱۲ بجے تک رہی۔ اسی دوران مُدکی کے ہندو ڈاکٹر نے مجھے رات کو نمبردار کی معرفت بُلایا کہ بیان دوں۔ لیکن میں نے والد صاحب کا لحاظ کرتے ہوئے انکار کیا۔ پھر ہندوؤں نے "کانگرس والوں نے" پیشکش کی کہ تھانہ میں رپورٹ کی جائے میں نے پھر بھی انکار کیا اور پیر اکبر علی صاحب سے فیروز پور جا کر چوہدری غلام دستگیر صاحب نے مشورہ کیا تو پیر صاحب نے کہا کہ صبر کرو، صبر ہی اچھا ہے اور پھر مخالفوں میں سے کوئی آدمی گواہی بھی نہیں دے گا۔ پھر قادیان حضور کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ کیا کیا جائے۔ حضور نے بھی فرمایا کہ اب احمدیت کا بیج بویا گیا ہے انشاء اللہ ایک دن فصل پک کر تیار ہوگی۔

المختصر یہ کہ میں صبر کر کے خاموش ہو کر بیٹھ گیا اور چوہدری غلام دستگیر صاحب کی مخالفت گاؤں میں بہت ہو گئی۔ جس روز مجھے مسجد میں مار رہے تھے میری والدہ صاحبہ، میری ہمشیرہ اور بھاوج وغیرہ نے اکٹھی ہو کر چوہدری غلام دستگیر صاحب کے گھر پر سنگباری شروع کر دی اور گالیاں دیتی رہیں لیکن چوہدری صاحب اور اُن کی اہلیہ صاحبہ نے صبر سے کام لیا اور تیسرے روز ہجرت کر کے قادیان چلے گئے۔ خاکسار دسمبر تک تو مُدکی میں رہا پھر لوگوں نے میرے والد صاحب کو مجبور کیا کہ اب اسے گھر سے نکال دو کیونکہ یہ اب بھی احمدیت سے باز نہیں آتا چنانچہ خاکسار اپنے بچوں اور بیوی کو لیکر ساہیوال کے ضلع چک ۷۔ ۲۶ میں پناہ گزین ہو گیا۔ یہ ہیں مختصر حالات جو خاکسار کو پیش آئے جن میں سے خاکسار کو گزرنا پڑا۔

مخالفوں کا انجام

۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۴۲ء کو خاکسار نے قادیان جا کر

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ کی دستی بیعت بھی کی اور سارا ماجرا حضور کو بوقت بیعت سُنایا تو حضور نے فرمایا کہ پھر کبھی اپنے والدین سے ملے ہو؟ تو مَیں نے کہا کہ نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے والدین کو ملا کرو۔ مَیں نے انکار کیا تو حضور نے فرمایا کہ اب نہیں ماریں گے۔ اور نہایت جلال کے ساتھ فرمایا کہ "جنہوں نے تم کو مارا ہے ان کو خدا مارے گا اور وہ خدائی مار سے نہیں بچ سکیں گے۔" چنانچہ خاکسار حضور کے حکم کے مطابق پھر مُدکی والدین کے پاس گیا تو والدہ تو بہت روتی رہیں لیکن والد صاحب مجھ سے نہیں بولے۔ خاکسار نے مخالفوں کا انجام دیکھا ہے اس سے بھی ازدیادِ ایمان ہی ہوا ہے جو بہت طویل واقعات ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے کہ زندگی وقف کر کے معلّمینِ وقفِ جدید کے زمرہ میں شامل ہو گیا ہوں اور ۱۹۶۰ء سے اب تک ۱۱۵۰ افراد کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی خاکسار کے ذریعہ توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

خاکسار چوہدری غلام دستگیر صاحب کا بھی ازحد مشکور ہے جنہوں نے میرے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کیا ہے۔ عرصہ دراز سے اُن کی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں احباب اُن کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آجکل خاکسار چک ۱۶۲ N.P ناصر آباد ڈاکخانہ ڈنڈی ضلع رحیم یارخان میں بطور معلّم قیام پذیر ہے ❖

احمدیہ مسجد لندن کے زیرِ سایہ مغربی زندگی کا آغاز

روزنامہ جنگ لندن ۱۷ اگست ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے کہ:-

"قیامِ پاکستان کی پچیسویں سالگرہ کے موقع پر مسجد فضل لندن میں ایک خصوصی تقریب منعقد کی گئی جس میں پاکستان کے سفیر میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا قیام نظریہ جمہوریت کی بنا پر ہوا ہے اور اس میں ہماری کامیابی اور ترقی کا راز ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ آج اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ نوجوان نسل کو نظریۂ پاکستان اور اس کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کیا جائے۔ تقریر کی ابتداء میں انہوں نے کہا کہ مَیں لندن مسجد میں تجدیدِ وفا کے سلسلہ میں حاضر ہوا ہوں کیونکہ آج سے ۴۹ برس قبل جب میں پہلی بار یورپ آیا تو میری مغربی زندگی کے ابتدائی ایام اسی مسجد کے زیرِ سایہ گزرے۔ یومِ پاکستان کی اس تقریب میں سینکڑوں پاکستانیوں نے شرکت کی مسجد فضل لندن کی طرف سے اس موقعہ پر ایک عوتِ عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔"

الفرقان۔ اللہ تعالیٰ اس تجدیدِ وفا کے عہد کو ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین ❖

حضرت میر سیّد داؤد احمدؐ مرحوم و مغفور کی یاد میں

(محترم جناب چوہدری شبّیر احمد صاحب بی۔اے واقفِ زندگی)

ہر آنکھ اشکبار ہے ہر دل ہے سوگوار — یوں چھوڑ کر گیا ہے ہمیں کوئی شہسوار
بطلِ جلیل لشکرِ مہدی کہاں ہے آج — فریاد کر رہا ہے یوں میدانِ کارزار
مرقد کو اُس کے دیکھ کر کہتی ہے ہر زباں — یہ وہ صدف ہے جس میں ہے اِک دُرِّ تابدار
چھینا ہے ہم سے دستِ قضا نے تجھے اے میر — ایسے میں جبکہ باغ میں تھا موسم بہار
گرچہ ہمارے دل کی تو گہرائیوں میں تھا — خورد و کلاں ہیں تیری جُدائی سے بے قرار
لیکن یہی تھی مرضیٔ مولا تو کیا کریں — راضی ہیں ہم اُسی میں کہ راضی ہے جس میں یار
دراصل تُو نے پایا ہے رتبہ شہید کا — جاں تُو نے اپنی خدمتِ دیں میں ہے کی نثار
اللہ کی رحمتوں کا سدا تجھ پہ ہو نزول — ابرار میں ہو روزِ قیامت ترا شمار

عاصی کا بھی بخیر ہو انجام اے خدا
تجھ سے ہے مستغیث یہ شبّیرِ دلفگار

داڑھی کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کا لطیف ارشاد

{ نوجوانوں میں داڑھی کے بارے میں جو میگوئیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی لطیف گفتگو کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر) }

"تیسری بات جس کی میں جماعت کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے افراد اپنے عمل میں درستی پیدا کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں جن کے چھوڑنے میں کوئی دقت نہیں' میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک انہی باتوں کو ہماری جماعت کے افراد نہیں چھوڑ سکے' مثلاً داڑھی رکھنا ہے۔ میں دیکھتا ہوں ہماری جماعت میں ایسے کئی لوگ موجود ہیں جو داڑھی نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس میں کونسی دقت ہے۔ آخر اُن کے باپ دادا داڑھی رکھتے تھے یا نہیں؟ اگر رکھتے تھے تو پھر اگر وہ بھی داڑھی رکھ لیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ پھر باپ دادا کو جانے دو سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی رکھتے تھے یا نہیں؟ اگر رکھتے تھے تو آپؐ کی طرف منسوب ہونے والے افراد کیوں داڑھی نہیں رکھ سکتے؟ مجھ سے ایک دفعہ ایک نوجوان نے بحث شروع کر دی کہ داڑھی رکھنے میں کیا فائدہ ہے۔ وہ میرا عزیز تھا اور ہم کھانا کھا کر اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اور چونکہ فراغت تھی اسلئے بڑی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ کج بحثی کر رہا ہے تو میں نے اُسے کہا میں مان لیتا ہوں کہ داڑھی رکھنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس پر وہ خوش ہوا کہ اس کی بات تسلیم کر لی گئی۔ میں نے کہا میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ اس میں کوئی بھی خوبی نہیں مگر تم بھی ایک بات مان لو اور وہ یہ کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی بات مان لینے میں ساری خوبی ہے بے شک داڑھی رکھنے میں کوئی خوبی بھی نہ ہو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لینے میں ساری خوبی ہے جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ داڑھی رکھو۔ تم بیشک سمجھو کہ یہ چیز ہر رنگ مضر اور نقصان دہ ہے مگر کیا بیسیوں مضر چیزیں ہم اپنے دوستوں کی خاطر اختیار نہیں کر لیا کرتے؟ اوّل تو مجھے داڑھی رکھنے میں کوئی ضرر نظر نہیں لیکن سمجھ لو کہ یہ مضر چیز ہے پھر بھی جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ داڑھی رکھو تو ہماری خوبی آیا اس میں نہیں ہے کہ داڑھی رکھیں۔ آخر ایک شخص کو ہم نے اپنا آقا اور سردار تسلیم کیا ہوا ہے۔ جب ہمارا آقا اور سردار کہتا ہے کہ ایسا کرو تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے

پیچھے چلیں خواہ اس کے حکم کی ہمیں کوئی حکمت نظر نہ آئے۔ صحابہؓ کو دیکھو ان کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا عشق تھا۔ داڑھی کے متعلق تو ہم دلیلیں دے سکتے ہیں اور داڑھی رکھنے کی معقولیت بھی ثابت کر سکتے ہیں۔ لیکن صحابہ بعض دفعہ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سُن کر اس پر عمل کرنے کے لئے بے تاب ہو جاتے تھے کہ بظاہر اس کی معقولیت کی کوئی دلیل اُن کے پاس نہیں ہوتی تھی۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریر فرما رہے تھے کہ آپؐ نے کناروں پر کھڑے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا "بیٹھ جاؤ" حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس وقت گلی میں آرہے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ اُن کے کانوں میں پڑ گئے اور وہیں گلی میں بیٹھ گئے اور بچوں کی طرح گھسٹ گھسٹ کر انہوں نے مسجد کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ ایک دوست اُن کے پاس سے گزرے تو انہیں کہنے لگے عبداللہ بن مسعود! تم اتنے معقول آدمی ہو کر یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا۔ ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میرے کان میں آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ اس پر میں بیٹھ گیا۔ انہوں نے کہا یہ بات اُن لوگوں سے کہی تھی جو مسجد میں آپؐ کے سامنے کھڑے تھے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو بے شک آپؐ کا یہی مطلب ہوگا، لیکن مجھے یہ خیال آیا کہ اگر میں مسجد میں پہنچنے سے پہلے پہلے مر گیا تو ایک بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر عمل کے رہ جائے گی۔ اسلئے میں گلی میں ہی بیٹھ گیا تاکہ آپ کے حکم پر عمل کرنے کا ثواب حاصل کر سکوں۔

یہ ایمان ہے جو صحابہؓ کے اندر پایا جاتا تھا اور یہی ایمان ہے جو انسان کی نجات کا باعث بنتا ہے۔"

(الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء)

حضرت عیسیٰؑ ۲۹ ستمبر کو پیدا ہوئے تھے

کمپیوٹر کی مدد سے تاریخ پیدائش کا پتہ چلایا گیا

لندن (نمائندہ جنگ) ایسٹر کے موقع پر اس بات کا انکشاف کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا ستارہ لبرا (تُلا) ہے۔ برطانیہ کے جوتشیوں کی فیڈریشن کے صدر جان نیلر نے یہ انکشاف کمپیوٹر کی مدد سے کیا ہے۔ تاریخی پس منظر اور انجیل کے حوالوں کے ذریعہ کمپیوٹر نے یہ انکشاف کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ سنیچر کو ۲۹ ستمبر کی صبح پانچ بجکر ۲ منٹ پر پیدا ہوئے تھے اور اب تک انکی پیدائش کا جو سن مشہور ہے انکی پیدائش اس سے سات سال پہلے ہوئی تھی۔ کمپیوٹر کے انکشاف کے مطابق حضرت عیسیٰ کا ستارہ لبرا ہے اور اگر وہ آج دنیا میں ہوتے تو وہ یا تو یونیورسٹی پروفیسر یا ماہر نفسیات ہوتے۔"

(روزنامہ جنگ لندن ۲۰ اپریل ۱۹۷۳ء)

الفرقان۔ یہ انکشاف قرآنی آیت وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (مریم) کی تصدیق [illegible]

کتاب "اسلام میں ارتداد کی سزا"

اس عنوان سے انگریزی زبان میں جناب ایس۔ اے رحمان سابق چیف جسٹس پاکستان نے ایک محققانہ کتاب شائع کی ہے۔ اس کتاب پر روز نامہ نوائے وقت لاہور اور ماہنامہ فکرونظر اسلام آباد نے جو تبصرے کئے ہیں وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل ہیں :-

(۱) نوائے وقت لاہور ۸ مئی ۱۹۷۲ء نے لکھا ہے :-

"سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس مسٹر ایس۔ اے رحمٰن نے اسلام میں ارتداد کی سزا کے زیرِ عنوان اپنی ایک سو چوالیس صفحات کی کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا موت نہیں ہے۔ کتاب موضوع کے اعتبار سے مختصر مگر قطعی جامع ہے۔ فاضل مصنف نے قرآن و سنت، خلافتِ راشدہ کے زمانہ کے واقعات اور جیّد علمائے دین اور فقہاء کے حوالوں اور ان کے تقابلی مطالعہ سے وزنی دلائل دے کر ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم میں کسی ایسے مسلمان کے لئے کوئی سزا مقرر نہیں جو اسلام ترک کر دے یا اس سے منحرف ہو جائے بشرطیکہ اس ارتداد کے ساتھ کوئی سیاسی تحریک جارحیت یا امن عامہ کی مخالفت منسلک نہ ہو۔ ارتداد حقوق العباد سے متعلق ہے جس کی سزا آخرت پر اٹھا رکھی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ ۲۵۷) "مذہب میں کوئی زبردستی نہیں"۔ فاضل مصنف نے اپنی کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں ارتداد کا جائزہ قرآن کی آیات، دوسرے باب میں احادیث، تیسرے باب میں خلافتِ راشدہ اور خاص طور پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے کے واقعات، اور چوتھے باب میں فقہاء کی آراء کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ پانچویں باب میں نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ارتداد کی اسلام میں کوئی سزا نہیں۔ اس کتاب نے دینِ فطرت اسلام پر غیر مسلموں کے ایک بہت بڑے اعتراض کو دور کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مذہب ضمیر اور اعتقاد کی آزادی کا علمبردار نہیں

اور مذہب کو تلوار کے زور سے پھیلاتا اور اس کا تحفظ کرتا ہے۔ فاضل مصنف چونکہ خود قانون کے مسلّمہ ماہر ہیں اسلئے یہ کتاب ایک بصیرت افروز بحث پر مبنی ہے جس میں قرآنی احکام اور اسلامی تعلیمات کا خالصتاً قانونی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیا گیا ہے۔"

(نوائے وقت ۸ر مئی ۱۹۷۳ء)

(۲) ماہنامہ فکر و نظر لکھتا ہے :۔

"شیخ عبدالرحمٰن صاحب ہمارے ملک کے جانے پہچانے اور مشہور آدمی ہیں۔ یہ قدیم آئی۔سی۔ایس ہیں اور اعلیٰ ترین عدالتی عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ وہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی عدالت کے سب سے بڑے جج بھی رہے ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے عیسائیوں کے اِس الزام کے جواب میں لکھی ہے کہ اسلام میں آزادیٔ مذہب نہیں ہے اور مرتد کی سزا قتل دی جاتی ہے۔ انہوں نے تعارفِ کتاب میں عیسائی مبلّغین کے اِس الزام کا ذکر بھی کیا ہے۔ اِس الزام کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ "اسلام میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے"۔ اِس جواب کے لئے انہوں نے ایک اچھے وکیلِ صفائی کا انداز اختیار کیا ہے۔ جب آپ کوئی بات ثابت کرنا ہی چاہیں تو لازماً ایسے دلائل مہیا کریں گے جو آپ کے دعوے کو ثابت کر دیں۔ یہی حالت اِس کتاب کی ہے۔"

(ماہنامہ فکر و نظر بابت مئی ۱۹۷۳ء صفحہ ۷۷۲)

"اینٹی احمدیہ قرارداد کی مخالفت"

سردار امیر اکبر خان عباسی جمہوری وکیل نے آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کی اس قرارداد کی مخالفت کی ہے۔ جو احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کیلئے منظور کی گئی ہے۔ آپ نے توقع ظاہر کی ہے کہ صدر آزاد کشمیر اس قرارداد کو مسترد کر دینگے۔

کیونکہ کسی کے ایمان کے بارہ میں دوسرا انسان فیصلہ نہیں کرسکتا۔ آپ نے کہا کہ اسلام کے دائرہ میں کسی کو نہ تو جبراً لایا جاسکتا ہے اور نہ اِس دائرہ سے جبراً خارج کیا جاسکتا ہے۔"

(ہفت روزہ انصاف راولپنڈی ۲۳ر مئی ۱۹۷۳ء صفحہ ۸)

مدیر المنبر لائل پور ربوہ میں!

مؤرخہ ۱۷ اپریل ۷۳ء کو گیارہ بجے قبل دوپہر کے قریب جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف ایڈیٹر ہفت روزہ المنبر لائل پور، مکرم حکیم محمد عبداللہ صاحب جہانیاں کی معیت میں اچانک ربوہ وارد ہوئے۔ دونوں صاحبان میرے دفتر نظارت اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) میں تشریف لائے۔ جب یہ دفتر پہنچے تو میں صدر انجمن احمدیہ کے اجلاس میں تھا انہوں نے مجھے رقعہ لکھ کر اطلاع دی۔ اس دوران محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ان سے گفتگو فرماتے رہے میں بھی فوراً آگیا۔ اشرف صاحب نے بتایا کہ ہم سرگودھا جا رہے تھے ہم نے چاہا کہ ملتے چلیں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اسی دوران میں نے ٹیلیفون کے ذریعہ مکرم جناب نسیم سیفی صاحب کو بھی بلا لیا۔ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب ناظر دیوان بھی تشریف لے آئے۔ تھوڑی دیر تک دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ پھر انہیں چند دفاتر دکھائے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے ملاقات

ان کی خواہش پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی انہیں شرف ملاقات بخشا۔ یہ ملاقات پون گھنٹہ تک جاری رہی مسلمانوں کی عام حالت اور اشاعت اسلام کی آسمانی سکیم پر گفتگو ہوتی رہی۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے سفرِ افریقہ اور یورپ کے بعض دلچسپ حالات اور پادریوں کے سوالات کے جوابات ذکر فرمائے۔ ہمارے ان دونوں مہمانوں نے ساری باتیں بڑی توجہ سے سنیں اور محظوظ ہوئے۔ آخر شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر آکر بھی انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کرتے رہے۔

مدیرانِ جرائد کی پارٹی میں!

میں نے اُن سے عرض کیا کہ یہ تو بہت تھوڑا وقت تھا۔ مجلس مدیرانِ جرائد ربوہ کی طرف سے آپ کو دعوت دی جاتی ہے۔ اس پر وہ مان گئے کہ ہم سرگودھا سے واپسی پر ربوہ میں پھر ٹھہرینگے اور مدیرانِ جرائد کی پارٹی میں شرکت کریں گے۔ چنانچہ قرار پایا کہ سوا پانچ بجے شام وہ میرے مکان بیت العطاء دارالرحمت وسطی میں پہنچ جائیں گے ——— مجلس مدیرانِ جرائد کے سیکرٹری محترم سیفی صاحب نے ارکان کو فوراً اطلاع کر دی اور ٹھیک پانچ بجے مدیرانِ کرام (۱) محترم

مسعود احمد خان صاحب دہلوی ایڈیٹر روزنامہ الفضل و مدیر انصار اللہ (۲) محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مدیر مجلۃ الجامعہ (۳) محترم ملک مبارک احمد صاحب مدیر البشریٰ (۴) محترم مولوی عبد الباسط صاحب شاہد مدیر خالد (۵) محترم مولوی محمد شفیق صاحب قیصر مدیر تشحیذ الاذہان (۶) محترم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی ایڈیٹر ماہنامہ تحریک جدید (۷) خاکسار ابو العطاء مدیر الفرقان اور دوسرے چند احباب میرے مکان پر تشریف لے آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مکرم مدیر المنبر اپنے ساتھی حکیم محمد عبد اللہ صاحب کی معیت میں کار میں آگئے۔

یہ مجلس بھی بہت پُرلطف رہی۔ قریباً سوا گھنٹہ تک خورونوش کے بعد سلسلۂ گفتگو جاری رہا۔ ملکی حالات، آئینِ پاکستان اور دوسرے متفرق مذہبی امور زیرِ بحث آئے۔ حکیم عبد الرحیم صاحب اشرف نے آئین کے بارے میں قنوطیت کا اظہار کیا اور اپنا اندازہ بتایا کہ عنقریب نئے انتخابات ہوں گے اور پیپلز پارٹی پھر برسرِ اقتدار آجائے گی۔

ایک دوست نے مدیر المنبر سے کہا کہ آپ کے اخبار کے اداریے ناامیدی اور یاس پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اشرف صاحب نے اقرار کیا کہ ہاں تین سال سے مجھ پر مایوسی طاری ہے میں ہر سال بیرونِ پاکستان جاتا ہوں۔ اب کچھ امید کی کرن پیدا ہوئی ہے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا اُمید کی یہ کرن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا یونہی انسانی اندازہ ہے؟ تو وہ واضح جواب نہ دے سکے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کے سلسلہ کے جاری ہونے پر گفتگو چل پڑی اور انہیں آیتِ کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (حٰمٓ السجدہ) یاد دلائی گئی کہ سچے مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں ملتی ہیں مگر مدیر صاحب المنبر اس کا اعتراف نہ کر سکے۔

اس دوران بہت سے نجی قسم کے مکالمات بھی ہوئے۔ بہرحال یہ مجلس بہت پُرلطف رہی۔ مکرم مدیر المنبر بھی بہت متاثر نظر آتے تھے۔ انہوں نے کئی بار کہا کہ میں رسمی طور پر نہیں بلکہ صدقِ دل سے آپ لوگوں کا شکرگزار ہوں۔

آخر سات بجے کے قریب آپ اس وعدہ کے ساتھ کہ آئندہ کسی موقعہ پر دو تین روز کیلئے آؤں گا اور سارے ادارہ جات بھی دیکھونگا وہ روانہ ہوئے۔

اس قسم کی تبادلۂ خیالات کی مجالس بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ امید ہے کہ ایسی مجالس بار بار مدیرانِ جرائد میں ہوتی رہیں گی انشاء اللہ۔

مسلمان بننے کا طریق

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا ارشاد

(مرسلہ جناب شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین)

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے تذکرہ میں ایک ہندو مرہٹہ ہردیو کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اقتباس جس میں ہردیو کا سوال اور حضرت خواجہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کا جواب مذکور ہے قابل توجہ ہے۔ لکھا ہے :-

"میرے ایک سوال کا جواب حضرت نے دیا۔ جب تو خدا کو ایک مان لے گا اور رسول کی رسالت تسلیم کر لے گا تو مسلمان ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی اگر مسلمان ہو جانا اتنا آسان ہے تو مجھے اسی وقت مسلمان کر لیجئے۔ حضرت نے فرمایا مسلمان کرنا اور ہے اور مسلمان ہونا اور ہے۔ مسلمان کرنے کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں کسی قسم کا جبر اور دباؤ یا لالچ یا ذاتی غرض بھی شامل ہے۔ اور مسلمان ہونا ان سب سے بے لوث ہے۔ اس کے لئے کسی ایجاب و قبول کی ضرورت نہیں۔ مثلاً آج اس وقت تو اس بات کا یقین کر لے کہ اللہ بس ایک ہی ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ تو اس یقین کے ساتھ ہی تو مسلمان ہو جائے گا۔ میں نے گھبرا کر کہا بے شک مجھے پورا یقین ہے کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ حضرت نے فرمایا تو بس تو مسلمان ہے۔"

(نیا تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۲۲ مرتبہ و مؤلفہ رئیس احمد جعفری)

الفرقان - کیا آج کے ظاہر پرست علماء اس روحانی بزرگ کی اس پاکیزہ رہنمائی کو قبول کریں گے؟

آزاد کشمیر اسمبلی کی غیر دانشمندانہ تجویز

آزاد کشمیر اسمبلی کی طرف سے احمدیوں کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دینے کی قرارداد کا اخبارات میں چرچا ہے۔ احمدیت کے دشمن اور ملک کے بدخواہ لوگ اس پر خوشی منا رہے ہیں اور اس فتنہ کو ملک کے کونہ کونہ میں پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں مگر دانشور اور ملک کے بہی خواہ اس آگ کے خطرہ کو بھانپ رہے ہیں اور اس شر انگیز تحریک کو دبانے کے لئے جدّ و جہد کر رہے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک **پولیٹیکل سٹنٹ** ہے جسے پاکستان کے دشمن تفرقہ انگیزی کے لئے چلا رہے ہیں۔ چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) ہفت روزہ **گرفت** لاہور/اوکاڑہ اپنے تازہ شمارہ میں لکھتا ہے:-

"**احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیکر حکومت آزاد کشمیر نے فرقہ پرستی کو ہوا دی ہے۔**

حکومتِ آزاد کشمیر کے اس فیصلے سے اسلامی تصورِ حیات کمزور ہو جائیگا۔ (میاں ظفر اقبال)

اوکاڑہ (نمائندہ گرفت) حکومتِ آزاد کشمیر کی طرف سے فرقہ احمدیہ کو غیر مسلم اور اقلیت قرار دینے کی اخباری خبر پر فہمیدہ طبقوں میں شدید اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ میاں ظفر اقبال ایڈووکیٹ وسینئر وائس پریذیڈنٹ پاکستان پیپلز پارٹی اوکاڑہ شہر نے اس اقدام کو کھلی تفرقہ پردازی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس سے اسلام اور اسلامیانِ پاکستان کی کوئی خدمت نہیں ہوئی۔ آپ نے کہا کہ پاکستانی قوم جس کو چار قومیتوں کے مفسدانہ نظریے کے پرچار سے پہلے ہی خطرات درپیش ہیں ایسے اقدامات سے اسلامی تصورِ اتحاد کو مضبوط نہیں بلکہ کمزور کرنا مقصود ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دستورِ پاکستان میں جبکہ مسلمان کی جامع تعریف کر دی گئی تو اس قبیل کی موشگافیوں کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔ انہوں نے یاد دلایا کہ موجودہ حکومت آزاد کشمیر کے قیام کے وقت ہی بعض حلقوں کا ماتھا ٹھنکا تھا اور انہوں نے اسے مخصوص مفادات کی نگہبان اور ترجمان قرار دیا تھا اور اس حالیہ اقدام سے حکومتِ آزاد کشمیر کی نیک نامی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، بلکہ شکوک وشبہات کو مزید تقویت ملی ہے۔ آپ نے حکومتِ آزاد کشمیر سے مطالبہ کیا کہ

وسیع تر قومی اتحاد جس کی آج ملک اور
قوم کو اشد ضرورت ہے کے پیش نظر
اس فیصلہ پر نظر ثانی کرے تاکہ عامۃ الناس
میں بد دلی اور مایوسی نہ پھیل سکے۔"

(۲) ہفت روزہ انصاف راولپنڈی اپنے خاص
کالم میں لکھتا ہے:۔

"لیجئے آزاد کشمیر کی اسمبلی نے بیٹھے بٹھائے
ایک اور پٹاخہ سر کیا ہے وہ یہ کہ احمدیوں
کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے۔ انکی الگ
رجسٹریشن ہوگی اور احمدیت کی تبلیغ آزاد کشمیر
میں قانوناً ممنوع قرار دی ہے۔ احمدیت کا
لفظ ہم نے ویسے ہی لکھا ہے جیسے دوسرے
اخباروں نے مثلاً "پاکستان ٹائمز" وغیرہ
نے۔ ورنہ اسمبلی نے جو قرارداد اتفاق
رائے سے منظور کی ہے اس میں مرزائی
اور مرزائیت کے لفظ استعمال ہوئے
ہیں۔ آزاد کشمیر اسمبلی کے بل صدر آزاد کشمیر کی
توثیق کے بعد ایکٹ بن جاتے ہیں اور
ان کے حکم کے بعد ان ایکٹوں پر ایکشن
کیا جاتا ہے یعنی عمل کیا جاتا ہے۔ یہ تجویز
سرکاری جماعت مسلم کانفرنس کے ممبر میجر
ایوب صاحب نے اسمبلی میں پیش کی۔
مسلم کانفرنس والے پاکستان کے ساتھ
الحاق کے غم میں ۲۵ سال سے دبلے ہو رہے
ہیں ان سے یہ نہ ہو سکا کہ اپنے ملجا و ماویٰ

اور امیدوں کے مرکز پاکستان سے
ہی اس مسئلے کے بیچ مشورہ حاصل کرتے۔
پاکستان کے آئین میں اس قسم کا کوئی ذکر
نہیں ہے۔ البتہ صدر مملکت کے لئے یہ
ضروری قرار دیا گیا کہ وہ ختم نبوت پر ایمان
رکھتا ہو۔"

(ہفت روزہ انصاف راولپنڈی ۲ مئی ۱۹۷۳ء صلا)

(۳) روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور میں آزاد کشمیر
اسمبلی کے ایک معزز ممبر کا بیان شائع ہوا:۔

محترم چوہدری سلطان علی صاحب
ممبر آزاد کشمیر اسمبلی کی پریس کانفرنس

"Answering questions about the recently passed resolution for exercising the Akmadis as "non-Muslims minority adopted by the Assemlily recently, Mr. Sultan Ali discribed it is a political stunt based purely an expediency and added that he could not support any such move which was

neither demanded by the people of Azad Kashmir nor formed to divert the people's attention away from general sense of disenchantment and might give rise to communalism and even do harm to freedom movement of the Kashmirs, he added.

(Pakistan Times

4th may, 1973)

محترم چوہدری صاحب نے اس قرارداد کے بارے میں جو حال ہی میں آزاد کشمیر اسمبلی میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے پاس کی گئی ہے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک پولیٹکل سٹنٹ ہے جس کی بنیاد محض سیاسی حیلہ سازی پر ہے۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ وہ ایسی تحریک کی تائید نہیں کر سکتے جس کا آزاد کشمیر کے عوام نے مطالبہ نہیں کیا اور جو صرف عوام کو ان کی خود آگہی اور بیداری سے منعطف کرنے کے لئے کی گئی ہے اور جو نہ صرف فرقہ دارانہ عصبیت کو جنم دے گی بلکہ کشمیریوں کی تحریک آزادی کو بھی نقصان پہنچائیگی۔"

(۴) کشمیری لیڈر فاضل مدیر انصاف راولپنڈی میر عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں (الف) "آزاد کشمیر اسمبلی کے گیارہ ممبروں نے جن میں بمشکل چار نوجوان گریجوایٹ، تین میٹریکولیٹ اور باقی غالباً پرائمری پاس ہیں ایک نازک ترین مسئلہ پر سفارشی قرارداد پیش کی ہے۔" (ب) "۱۹۵۳ء میں جب سارے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف تحریک چل پڑی تو مسلم کانفرنس نے چودھری غلام عباس مرحوم و مغفور جن کے والد نہ صرف احمدی بلکہ احمدی مبلغ تھے، کی صدارت میں ایک قرارداد بدیں مطلب منظور کی کہ تمام مسلمان ملکوں کے علماء کا ایک بورڈ بنایا جائے جو اس معاملے کا فیصلہ کرینگے۔" (ج) ۱۹۶۶ء میں میرپور میں مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں بعض کارکنوں نے بشارت احمد شیخ کی مخالفت کی وجہ سے احمدیوں کو کافر قرار دینے کی قرارداد پیش کرنا چاہی تو سردار عبدالقیوم — جی ہاں سردار عبدالقیوم حال صدر آزاد کشمیر نے اس کو پیش بھی نہیں ہونے دیا۔" (د) "یہاں آزاد کشمیر کی اپوزیشن نے اتفاق رائے سے اس سفارش کو مسترد کر دیا ہے وہاں سردار عبدالقیوم نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ یہ تو محض ایک سفارش ہے" (ھ) "آزاد کشمیر کی اپوزیشن کا کہنا ہے کہ مسلم کانفرنس ممبروں کا یہ قرارداد منظور کرنے کا مقصد سیاسی دھونس جمانا ہے۔ پاکستان میں ایسے عناصر نے اس قرارداد کو اچھالنا شروع کیا ہے جو موجودہ حکومت سے سیاسی محاذ پر شکست کھا چکے ہیں" (انصاف راولپنڈی ۱۰ رمئی ۱۹۷۳ء)؛

(بقیہ اداریہ ——— صدرِ پاکستان کا حلف نامہ - از صـ۲ـ)

وہ یہی کہیں گے کہ یہ الفاظِ حلف آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورہ احزاب) اور حدیث نبوی لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (بخاری ومسلم) کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ پر ایمان رکھتی ہے !

ہمارے نزدیک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النّبیین ہونا اور آپؐ کا لا نبیّ بعدی ارشاد فرمانا اُمتِ محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ مولوی صاحبان نے بزعمِ خویش یہ الفاظ آئین کے شیڈول میں رکھوا کر جماعت احمدیہ کے افراد کے لئے یہ مشکل پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ بطور صدرِ مملکت یہ حلف نہ اُٹھا سکیں۔ حالانکہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو **خاتم النبیین** یقین کرتی ہے اور آپؐ کے ارشاد لا نبیّ بعدی کو درست مانتی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اپنی جماعت کو تلقین فرماتے ہیں:-

(الف) "عقیدے کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔" (کشتی نوح صـ۱۵ـ)

(ب) "قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔" (کتاب البریہ حاشیہ صـ۱۸۵ـ)

گویا آیت خاتم النّبیین اور حدیث لا نبی بعدی جماعت احمدیہ کے مسلّمات میں سے ہے۔

بزرگانِ سلف کے نزدیک خاتم النّبیین اور لا نبیّ بعدی کا اجماعی مفہوم

خاتم النبیّین اور لا نبیّ بعدی کے اجماعی مفہوم کے لئے صدہا حوالہ جات میں سے صرف چار حوالے پیش ہیں:-

اوّل - حضرت امام ملّا علی القاریؒ (وفات ۱۰۱۴ ہجری) اہلسنت کے زبردست عالم تحریر فرماتے ہیں:- "قولہٗ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنیٰ انّہٗ لا یأتی بعدہٗ نبیّ ینسخ ملّتہ ولم یکن من اُمّتہ (موضوعات کبیر صـ۶۹ـ) کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کے دین کو منسوخ قرار دے اور آپ کا امتی نہ ہو۔"

دوم - حضرت امام محمد طاہر علیہ الرحمۃ (وفات ۹۸۶ ہجری) لکھتے ہیں:- وھذا ایضًا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی

لاتہٗ ارادلا نبیّ ینسخ شرعہ" (تکملہ مجمع البحار ص۸۵) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد لا نبیّ بعدی فرمانے سے یہی تھی کہ آپؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ ٹھہرائے"

سوم۔ رئیس الصوفیہ حضرت محی الدین ابن العربی (وفات ۶۳۸ ہجری) تحریر فرماتے ہیں:۔ فلا رسول بعدی ولا نبیّ ای لا نبیّ یکون علیٰ شرعٍ یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی" کہ آنحضرتؐ کے ارشاد لا نبیّ بعدی کے یہ معنے ہیں کہ میرے بعد ایسا نبی نہ ہوگا جو ایسی شریعت لائے جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ جب کبھی نبی ہوگا تو وہ میری شریعت کے حکم کے تابع ہوگا۔" (فتوحات مکیہ جلد ۲ ص۳)

چہارم۔ اہلحدیثوں کے بزرگ جناب نواب صدیق حسن خان بھوپالوی (وفات ۱۳۰۷ ہجری) لکھتے ہیں:۔

"لا نبیّ بعدی آیا ہے جس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لیکر نہیں آئے گا۔" (اقتراب الساعۃ ص۱۶۲)

اِن مسلّمہ معانی کے رُو سے احمدی عقیدہ کی پوری پوری تائید عیاں ہے۔

اہلسنّت اور شیعہ صاحبان کے لئے اُلجھن!

تمام سُنّی لوگ اور شیعہ صاحبان جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مان کر ان کی آمد کے آخری زمانہ میں قائل ہیں نیز تمام شیعہ اصحاب جو رجعتِ انبیاء کا عقیدہ رکھتے ہیں یعنی یہ کہ امام مہدی کے وقت میں سب نبی دُنیا میں آئیں گے۔ وہ ذرا غور کرلیں کہ صدرِ مملکت کے حلف نامہ کو کوئی سُنّی، اہلحدیث یا شیعہ کن معنوں میں دُہرا سکے گا؟

جماعت احمدیہ کے نزدیک دَورِ مصطفویؐ غیر منقطع ہے!

جماعت احمدیہ کے افراد عقیدہ رکھتے ہیں کہ سب نبی وفات پا گئے۔ حضرت مسیحؑ بھی فوت ہوگئے وہ نہیں آسکتے۔ اب دَورِ مصطفوی ہے جس کے زمانہ کی کوئی انتہا نہیں۔ نیز مقامِ محمدیؐ سے بالا کوئی مقام نہیں۔ اب ہمیشہ کے لئے حضورؐ کے ہی فیوض و برکات جاری ہیں۔ اسی لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ نے فرمایا ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم ÷ یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

پس اب نبوتِ محمدیہ ہی عالمین پر جلوہ گر ہے۔ سب فیوض صدّیقیت، شہیدیت، صالحیت اور اُمّتی نبوّت آپؐ کی ہی اتباع میں جاری و ساری ہے۔ آپؐ کا کوئی بعد نہیں کیونکہ آپؐ کا زمانہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن ۞

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لیئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، بھمنی، ناخنہ، ضعفِ بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز، جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا، ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گولبازار ربوہ۔ فون نمبر ۵۳۸

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

مجلس اطفال الاحمدیہ لندن محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد محترم مولوی عطاء المجیب راشد نائب امام محترم عبدالوهاب بن آدم نائب امام اور محترم خالد اختر احمد قائد خدام الاحمدیہ لندن کے ساتھ ۔

مفید کتابیں

● تحریری مناظرہ — قیمت ۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید لکھنے سے انکار کر دیا)

● مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ — قیمت ۶-۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا